

جوتن مایح آبادی

تفصیلی جائزہ

مرتب
خلیق انجم



PDF By : Meer Zaheer Abass Rustmani

Cell NO : +92 307 2128068 - +92 308 3502081



جوش ملیح آبادی
(تنقیدی جائزہ)

جوش ملیح آبادی

(مکتبہ دی جازہ)

نثر
خلیق انجم



انجمن ترقی اردو دہلی دہندہ نئی دہلی

سلسلہ لطیفیات انجمن ترقی اردو (ہند) ۱۳۴۳

© انجمن ترقی اردو (ہند)

۲۱۹۹۲	_____	سدا شامت
۱۱۱۱۱	_____	قیمت
شعوبہ	_____	ہدایہ
۱۱۱۱۱	_____	توشیحہ
۱۱۱۱۱	_____	طاعت

JOSH MALIHABADI

(TANQEEB JASANI)

Edited : by KHALIQ ANJUM

Price: Rs.103/-

1993

ISBN 81-7166-043-3

80/8 BENT SIKRI
ANJUMAN TARAGGI URDU HINDI
URDU BUKHAN, 2ND FLOOR
CHOWKATTA, PATNA-800 004

Head Office
ANJUMAN TARAGGI URDU HINDI
URDU GHAR, 80/8 ANAND
NEW DELHI-110002

جوش

صفحہ	موضوع
۷	جوشِ انوار
۲۳	جوشِ شمعِ آبادی
۳۷	جوشِ کائنات و شاعری
۹۷	جوشِ شمعِ آبادی ایک تعلیمی اور ادبی ماحول
۷۸	جوش کی شخصیت : یادوں کی برسات کے نتیجے میں
۹۱	شاعرِ حریت و عظمت : جوشِ شمعِ آبادی
۱۰۷	جوش کی روشنی اور کمالِ برہمت
۱۳۸	جوشِ جوش کی شخصیت : ان کے انداز کے نتیجے میں
۱۵۲	یادوں کی برسات پر ایک نظر
۱۷۳	جوشِ کمالِ شاعری میں انقلاب و معنی کا تناسب
۱۸۲	جوشِ شمعِ آبادی : پختہ سوسائٹی کی نظریں
۱۹۱	جوش کا اثر برسرِ شخصیت و روشِ شاعری
۲۰۹	جوش اور مرثیے کے خد و خال : مرثیہ جوش کے نتیجے میں
۲۲۵	جوش : بحیثیتِ نثر نگار
۲۳۵	جوش کی طرزِ موعود و نظمیں
۲۵۰	تھانہب جوش
۷	جوشِ انوار
۲۳	جوشِ شمعِ آبادی
۳۷	جوشِ کائنات و شاعری
۹۷	جوشِ شمعِ آبادی ایک تعلیمی اور ادبی ماحول
۷۸	جوش کی شخصیت : یادوں کی برسات کے نتیجے میں
۹۱	شاعرِ حریت و عظمت : جوشِ شمعِ آبادی
۱۰۷	جوش کی روشنی اور کمالِ برہمت
۱۳۸	جوشِ جوش کی شخصیت : ان کے انداز کے نتیجے میں
۱۵۲	یادوں کی برسات پر ایک نظر
۱۷۳	جوشِ کمالِ شاعری میں انقلاب و معنی کا تناسب
۱۸۲	جوشِ شمعِ آبادی : پختہ سوسائٹی کی نظریں
۱۹۱	جوش کا اثر برسرِ شخصیت و روشِ شاعری
۲۰۹	جوش اور مرثیے کے خد و خال : مرثیہ جوش کے نتیجے میں
۲۲۵	جوش : بحیثیتِ نثر نگار
۲۳۵	جوش کی طرزِ موعود و نظمیں
۲۵۰	تھانہب جوش

حرف آغاز

انھد کے عظیم شاعروں کی گزشتہ میراث میں ہر وقت چہرہ نمایاں رہے ہیں۔ قمر، نجات، انیس اور
اقبال۔ اس کے بعد دوسری نسل کے شاعروں کی ہے۔ اس نسل میں سب سے پہلا
آؤش بے آبی کا ہے۔ اس بات کو ہم دوسرے شعور سے اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ میری ملک
میں ہمارا اقبال کے بعد دوسرے شاعر تھے ہیں۔

حاضر اقبال کے یہاں گھٹکر، انعام، بات کے بارے میں یا کاوند، غصہ اور سلیمہ
سید ہیں۔ آؤش کے یہاں رگی گھٹکر ہے۔ یہی ہمارے کے مقابلے میں کم ہے۔
باقی انسان دوست ہیں، فریبوں کے پسند ہیں، سامراج دشمن ہیں، لیکن ان کے لیے میں
بیمبٹ کے بجائے وہ تھی اور لکھی ہے وہ ان کی بات کو دل نہیں نہیں بولے ہو۔

ہمارے اقبال کاوند اور سید سامراج دشمن ہیں۔ ان کے وہ تھے لیکن آؤش کے ساتھ
انھد شعور، ہمارے اس کی ایک بڑی رو ہے۔ یہ کہ کچھ چاہیں یہ اس سال کا نجات
اقبال اور انیس کا ہے۔ چارے شعور، مثلی شعور اور لکھنؤ کی طرح اس نے میں
انھد شاعروں میں پر ہیں۔ انھد کے وقت دہشت گردی اور پاکستان کے یہاں میری
زمین پر سر ہے اور سر کے دوسروں کی تھیم ہوئی اور انھد خوب لکھی جتنے کلمہ
ہوئے۔ یہ کہ نجات کا یہ کہ لکھنؤ تھا اس نے یہ کہ نجات نے ان کو اپنا یا اور یہ کہ
لکھنؤ کے اقبال پاکستان کے لکھنؤ کے تھے۔ انھد پر پاکستان میں صاف ہے لیکن
نجات کا یہ کہ نجات میں یہ کہ اقبال کے بعد نجات میں یہ کہ لکھنؤ میں یہ کہ

اس ہیئت سے کوئی لکھ کر سکتا ہے کہ وہ خیر و شر امتحان میں جو مضمون بہت سے عالم
محقق اور اہل علم تھے۔ ان کے کلام کی اور جدید ادب پر ان کی گہری نظر اور اعلا سے کا
تعمق و ذکاوت لکھنے والے لیکن اس سب کے باوجود یہ کتاب جو ان اور خود امتحان مراد کے
ذاتی و لسانی نہیں ہے۔ امتحان مراد کے جو ان پر یہ کتاب لکھنے کا بار ۱۹۳۹ء و ۱۹۴۰ء
میں کیا تھا جو ۳۰ سال بعد یعنی ۱۹۷۰ء میں شریف علی محمد علی صاحب اس طرح کی کتاب
نئی و سہولت پر مشتمل ہے اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کتاب کے تحت کچھ حقائق
و حقائق ہیں لکھے گئے ہیں۔ اس کے کتاب میں وہ نئی تسلی نہیں ہے جو امتحان مراد کی
تقریر و کتاب سب سے ذریعہ غلبہ ہے چونکہ امتحان مراد کے جو ان مراد سے بہت
گہرے غور میں تھے اس لیے انہوں نے حقائق کا ان ادا کرنے کی کوشش کی ہے جو ان پر
اور وہ چند کتابیں چھوٹی ہوتی چھٹی ہیں۔ ان میں سب سے بہتر کاظم علی خاں کی جو ان کتاب ہے
جو ۱۹۷۰ء میں لکھی گئی جو ان پر میرزا شرف محمد علی خاں کے کتب مراد مراد تھے۔ انہوں
نے اس سلسلہ کے حقائق مراد کے جو ان کتاب کے نام سے شائع کیے ہیں۔

آخری ہے یہ ایک اور کتاب کوئی کو سات کو پایا ہے کہ جو ان کو ان کا کہہ سکتا ہے کہ
اگرچہ میرزا شرف کے خاندانی تہذیب کو رہا ہے پہلے ایک واضح علم ہے۔ چار پارے سال قبل میں
ایک سیرت میں میرزا شرف کی زندگی پر حوالہ دیا تھا۔ مقالے میں ایک مرتبے کا طویل اقتباس
تھا۔ جب میں نے وہ اقتباس پڑھا تو سامعین میں سے مدینہ صلاحت نے ہاتھ بلند کر کے عرض
کر دیا۔ اگلی اس نظم کو ان کے سے یہ اقتباس پھر پڑھنے کی خواہش کی تھی۔ میں نے اس پر جواب
پڑھا دیا کہ اس میں کوئی شکل نہیں ہے جس کی صورت اختیار کر رہی ہے کہ یہ چاہتا ہوں کہ کئی گفتگوں اور
گفتگوں نے یہ کہیں بھی علم نہ ہو کہ اس فکر اور فکر کے سے اور جو ان کی اس سے نہ ہادی کا سہارا
ہو سکتی ہے۔ غیر صلاحت میرزا شرف کی زندگی اور گفتگوں کی کام کو ان اب کا کہہ رہے ہیں۔ صورت
ہے کہ تمام کتابی حقائق سے جلد ہو کہ ہم میں سامعین کے جو ان مرتبہ کا پیش کریں۔

جہاں میں پاکستان میں ہر سال ہیکڑوں ہیکڑ ہوتے ہیں لیکن جو ان میرزا شرف
کی کہہ رہے ہیں۔ اگرچہ میرزا شرف کے ہر کتاب کی سب سے بہت ہے۔ اگرچہ میرزا شرف کے

[illegible]

میرے چاہنے والوں کے نام خود بھی یہ سب کچھ جانی کے مکر پر اٹھ کر نکلیں گے اور چار غزری
 لکڑی بنائی ہوئی ہیں۔ غزریوں میں کسی بھی ایک غلامی خود نہیں ہیں۔ ان نقادوں نے چار لکڑیوں کے
 نام بتائے ہیں کہ ان کے نام ہیں گھوڑے، اونٹنی، بیل، بکری۔ اس میں سب سے زیادہ
 کے بعد میں نے ان کے اخلاق سے جانی کے نام کے لکڑیوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک
 نقاد نے کہا کہ سب ایک صفائی میں ہیں۔ یہ سب ایک نام سے ہیں۔ لکڑیوں کی سب سے زیادہ
 تعداد ایک ایک ہے۔ نقاد نے بتائی ہوئی سب سے زیادہ ہیں۔ انھوں نے یہ تعداد سات بتائی۔ ان
 سات غزریوں میں تقریباً سب سے زیادہ چار لکڑیوں کے نام ہیں۔ ان میں سے چار لکڑیوں کے
 نام لکھے ہیں۔

یہ سب کچھ جانی کے نام ہیں۔ ان کے بعد میری صدی کے سب سے بڑے
 شاعر ہیں۔

غزلوں سے کہہ سکتے ہیں کہ غزل کا سب سے بہتر نمونہ کیا ہے۔ تنقید کرتے ہوئے ان کی ہند
 نعیموں سے بڑی غزلیں ہیں۔ اگرچہ ان غزلیں میں ایک ایک غزل کے نام لکھے ہیں۔ ان کے
 انہیں ان غزلیں کے نام ہیں۔ ان سے نقاد یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان غزلیں میں انتہائی سہولت
 سے پڑھائی جاسکتی ہیں۔

یہ سب کچھ جانی کے نام ہیں۔ ان کے بعد میری صدی کی سب سے بہتر نمونہ کیا ہے۔ تنقید کرتے ہوئے ان کی ہند
 نعیموں سے بڑی غزلیں ہیں۔ اگرچہ ان غزلیں میں ایک ایک غزل کے نام لکھے ہیں۔ ان کے
 انہیں ان غزلیں کے نام ہیں۔ ان سے نقاد یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان غزلیں میں انتہائی سہولت
 سے پڑھائی جاسکتی ہیں۔

یہ سب کچھ جانی کے نام ہیں۔ ان کے بعد میری صدی کی سب سے بہتر نمونہ کیا ہے۔ تنقید کرتے ہوئے ان کی ہند
 نعیموں سے بڑی غزلیں ہیں۔ اگرچہ ان غزلیں میں ایک ایک غزل کے نام لکھے ہیں۔ ان کے
 انہیں ان غزلیں کے نام ہیں۔ ان سے نقاد یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان غزلیں میں انتہائی سہولت
 سے پڑھائی جاسکتی ہیں۔

ہوا کرتا کہ وہ ہمارے میں ایک مباحثے میں آئے تھے۔ اس وقت بھڑاچ
 سے ملنا تھا وہ ہمارے قلم مروج میں آئے ہوتے تھے جب انہوں کی طاقت
 اتنی کمزور نہ تھی کہ ان کی صورت کے بارے میں ہر بات
 کیا جس پر انہوں نے جواب دیا

”صحت شک نہیں ہے میں وہاں گیا لیکن طویل قلم کے بغیر نہیں بلکہ اسی
 قلم کے ساتھ چلا گیا۔“

آخری سالوں میں پیش صاحب پر دعوت بریلی اور ٹلی وقت کے وقت سے
 چلا کر پے گئے بلکہ سرکاری تقریرات میں بھی انہیں ملو کہنے پر پابندی
 مانگا ہی گئی تھی۔ اس دوران میں ان کی زندگی میں وہ چوں کہ خواہ کے سرکاری
 قلم پر ان کے ساتھ ہوتے رہے لیکن وہ حکومت کے مرکز میں ہوجا رہی
 عقیم بن کر اس میں ملو کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ آخر صاحب کے
 قریبی ملاکوں اور قلمی کارکنوں نے کہہ دیا کہ اس مرد فتنے نے پہلے ہی جوئے
 و خمر اور خوں کا لٹی لٹی سے کوئی شکار نہیں کیا تھا وہ اس بات پر مطمئن
 تھے تھے کہ

ہم جانتے ہیں کہ ان شہید اکو
 وہاں گئے تھے تاکہ سے طاقت دکھیں گے۔“

میں نے اس کتاب کا مختصر کرکھا تھا وہ اس وقت سے زیادہ بڑا اور بڑی بڑی
 محسوس ہوا کہ میں جانتا تھا کہ اس نے اس کے ان ماحولیات کو بڑھا کر اس کی کتاب
 بنادیا جس میں آخر صاحب کے سوانح اور ان کی شاعری پر تنقید کے وہی کچھ نہیں کہنے کی
 کو افسوس کہ یہ وہی اس وقت ان کے کہنے کے وہی کچھ نہیں کہنے کی
 سوانح ہے میں سنا تھا کہ یہ بہت قریب تھا کہ وہ میرے بھائی کو سنا تھا کہ وہ
 کی تقریر سے بڑھا تھا اس نے میرے بھائی میں بھائی کی بہت سی تصویریں لگی۔ سافر
 صاحب کی وفات کے بعد لکھے بھائی کا لکھنا تمام سہولت پڑھنے کا سونے کا تو لکھے بھائی

کے کام میں دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے چار پانچ مہینوں میں جوتی کی کتابوں کے
 جو حصے لکھا تھا سکر کیا تو میں اس شخص پر پہچان میں کہ میں ڈاکٹر کہہ رہا ہوں اب جوتی کی
 شخصیت اور فن پر میری خاصی خیر کیفیت کی کن بہت چھٹی ہے۔ میں نے جوتی کے تقریباً نصف
 لکھوائی لک کر پڑھے۔ اس میں وہ اعلیٰ سو فیصد ہیں۔ ان خصوصیات کتاب کی کتاب میں صرف
 میں چھاپنے کے لیے تیار کر رہا ہوں کیا جوتی کے تقریباً ایک سو صفحات کی کتاب بہت بڑی
 ہے۔ یہ حال وہ ان میں ہے جو جوتی کے تصنیف ناموں میں شامل ہے۔ وہ ایک بڑی کتاب
 کہنا ہے جو تقریباً پچاس سال کے بعد ان کی اپنے دل میں چھڑا رہا ہے۔ میری فکر اسلئے ہے
 کہ جوتی کو اسے ادیب میں وہ تصنیف کے وہ فن میں وہ بڑی تعداد میں نقادوں کے تصانیف
 کے قریب لکھ رہی ہے۔

اس کتاب کے اضافہ میں وہ خاص طور سے بڑی تعداد میں جوتی کے لکھوائی کے سلسلے
 میں خلق خواہ وہ صاحب نے فراہم کی ہیں ان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ ادا سے
 وہ اس کتاب کے نام سے ان تصانیف کا اظہار کرتی ہیں۔

خلیق الخ

اس ترکیب کی وہ ہی گنجشقی تھی۔ مرقاۃ معلیٰ علیہ السلام کا تعلق اس کے تحت چلی کی مدت م
 یہ بھی وہی تھی۔ کائناتی زمانہ میں انھوں نے کعبہ پرستوں کو کھانا دیا ہے۔ حکم و حکوم کی
 ان چیزوں کا فرق اپنی ایک نظم میں کرتے ہیں۔ ان کے بیان میں انھوں نے لکھا ہے۔
 کہ عرب ایک جمعیۃ تھیں وہی "الملک" ہی "الفرز" ہے۔ ایک فریق پیدا ہو سکتا ہے۔
 دوسرا ہے۔ اس وقت تک کہ فریق قوی نہ آتا ہے۔

فرق دو ہیں اسے ولی مسکوم
 دیکھئے فرق مسکوم و مسکوم

اپنا قوم کے لیے اس طرح اپنی کامل جہاد ہے۔ وہ ہی کائنات کی پروردگار کی طرف
 تعلق ہے۔ یہی ہے کہ "انما تموتلک اظہر" یعنی حکم و حکوم و ان کے تعلق سے
 "میت" سے جہاد سے کیا جاتا ہے۔ یہاں وہ ان کی تمام ناکامیوں کو ان سے بیان کرتے ہیں۔
 اگر قبیلہ و اشتہار و تریج اُتر آئے ہیں۔

اسے سید و بہ عداوتی کہتے ہیں
 اسے اچھے اور برے کہتے ہیں جہاد میں

نہوں کی قریبی تعلق کا مزہ چر کر سنے سے پہلے ہی جہاد سے لڑا کہ وہ ذکر اور چہرہ کی
 اس سے اہمیت ترکیب پاتی ہے۔ اس سے ان کی قریبی تعلق کے بعد ان کا پتہ چل سکتا ہے۔ وہ
 قوم کی ترکیب و تعلق سے ان کے تعلق سے ان کی تعلق سے ان کے تعلق سے ان کے تعلق سے
 ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔

وہ الملک و ان سے ولی کہتے ہیں۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔
 ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔
 ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔
 ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔
 ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔

وہی ترکیب تھی۔ اسے انھوں نے ملکہ ایک ہی تھی۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔ ان کا تعلق ہے۔

تجربہ کی روشنی کے سامنے جوئی کہ دشمن ہمدردی سے بچے، نقصان کو پہنچے، نقصان
 سے بچنے کی خاطر غلطی نہ کی، جی ہے۔ اور اس نے غفلت اور غلطی سے بچنے کی خاطر غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے

دوسرے امور کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے

تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے

تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے
 تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت سے بچنے کی خاطر غفلت کے تجربہ کو پہنچے، اس کی غفلت کے

عورتوں کی صورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی

عورتوں کی صورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی

عورتوں کی صورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی
 عورتوں پر غور کیا گیا ہے تو ان کی

ماتے ہیں جو دنیا کے لغو و ادب میں صرف ایک غلطی کر دینے کے یہاں محتاج ہے اس حد تک
 مغز کے اجڑا دینے کا لغو و ادب سے جو غلطی ہو کر دینے کے شعور و ادب میں ماحولیت کا غلط
 ہے کیوں کہ جو غلطی غلطی کے خلاف نہیں ہے اور جو غلطی ہے اس کے شعور و ادب میں
 دینے اور دینے کی غلطی کے لئے یہ کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 ہے کہ غلطی کی غلطی کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 گنہگار غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 چھٹا ہے۔ غلطی کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 قائم نہیں کیے گئے۔ غلطی کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 ہی میں کے غلطی کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے

سے تو ہی بچا ہے اور ایک غلطی نہیں

ہم اس کی غلطی کی غلطی کیوں نہ ہو

یا غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے

تو ہی کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 ایک دست کا ہوا کرتے ہیں وہ تمام اساتذہ کی غلطی ہے۔ لیکن جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 درمیان میں اساتذہ کی غلطی ہے۔

غلطی کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 کہتے ہیں کہ اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے
 میں جو دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے

دل میں ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے

غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے

اساتذہ ہیں اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے

اس کے لئے کہہ کر دینے کو جو غلطی ہے اس کے لئے کہہ کر دینے

طریقہ پہنچا کر۔ غزل گو شاعر کے خصلت پر شاعری نظم گو شاعر کا زیادہ پیش آتی ہے کیونکہ
شاعری نظم کی زیادہ تر غزل بھی غزل اور نہیں۔

در اصل جوئی غزل کے آواز ہے اختیار شوق کے طلب گاری نہ پوری الفاظ کے وہ چھٹا
نہیں جو خلق کو توڑی اور مسوڑا کہنگی میں مبتلا ہے۔ انہی خلاق شاعروں کے لیے ہمیشہ
ایک اندری میٹھا میٹھا ہے جو جوئی نظم کے اچھے اچھے وقتوں پر گھر گھر بوجھا گیا ہے اور
بڑے بڑے شاعر کے یہاں بھی شکل انہی نظم کا آواز ہے۔ اسی لیے بڑے بڑے شاعر
شاعر کے یہاں بھی انھیں آہستہ کا کل تو دیکھا جائے گا کہ اسی نظموں کی خود ہیست نہ ہوتی ہوئی۔
نمودہ انہی کے۔ وہی زبان کیسے نگاہ گاہ کی مانند مان ہے اس کا چھپاواں رہ گئے۔

شاعری کا نہ نثر ہے نہ نثر کا ہونا ہوا

اس کا ٹیٹھ ہے زبان کی غنیمت ہے ہونا ہو

پھاٹے رہتے ہیں جو شاعر کے دل پر شاعر پر

لوٹ کر آتے ہیں وہ گئے اب گفتار پر

عام میں آتے ہیں انہی آتے ہیں شاعر کی خراب

وقت جاتا ہے گناہ ہے آتے آتے یہ مہرب

شعری تجربہ کی علمی و ادبی کیفیت کا سے دور ہو جاتی ہے اعتبار ان کے ذریعہ انہی
ہیں ان کی زبان میں ہوا ہے وہی شاعر کے گھر جہاں کا ہی طراز ہے کہ تخلیق کی کیفیت کو
صرف ایک لگاؤ اور ہر ایک کیفیت سے نوازا ہو وہی وہی ہے انہی کے گھر جہاں کا ہی طراز ہے کہ تخلیق کی کیفیت کو
ہے کہ تخلیق کے ذریعہ ان کے شاعر کی کیفیت کا حال ہم اس طرح پہنچیں جو تخلیق کی کیفیت انہی
کی گرفت میں رہا ہے۔ گویا ہم اس کیفیت کا حال اس طرح پہنچیں نہیں سکتے، چارے سلم کی
دوسری ہی وہی چیز ہوتی ہے جو انہی کے لیے ہے۔ شاعر کے اندر وہی کیفیت ہے انہی کے لیے
ہی وہی ہے انہی کے لیے۔ انہی کے لیے شاعر کی کیفیت ہو وہی کے عالم سے گزرتا ہو جس کا
ہاں اس سے گئی نہیں۔ موتی کے گھر جس دھلا کے کہ نہ شاعر کا تجربہ ہی طراز انہی
رہتا ہے۔ لیکن شاعر کی شہادت تو اس کے انہی سے ہے۔ یہی اس کے ذریعہ تجربہ

[illegible]

مندر کی دھڑکی سے بھاگتی ہے۔ یہی چہرہ ہے ہوں گا شاعر کی یہ لہجہ
 جدید ترقی شعور کا اعلان کرنے کے لیے نہیں۔ یہ بھی دھڑکی ہے، شاعرانہ
 دھڑکی کی حد سے زیادتی کہ یہاں دھڑکی کو بڑا دھڑکیہ بناتے ہوئے نہیں تخلیق، بڑی
 شاعرانہ پختہ کے لیے کہی کہی آواز ہو سکتی ہے جس سے موسیٰ و ملک و ملک نہیں ہو سکتے بلکہ
 عمری انقلاب کی اداست میں سہرا سو پڑا سکتا ہے۔ یہی ہے۔ یہ دھڑکی ہے شاعرانہ، دلچسپ و

شعر کیا ہے؟ دہریوں کا ایک نقشہ تمام
 مشق سے ایک اشارہ، ایک مجسمہ سماجی
 کیفیت میں ایک لہجہ شعور کا ملک کو جہاں کی
 شعور اور ایک مجلس سے شعور کا
 ایک صوت، فضا و ہوا میں سالہ فوٹوں کی
 ہر لہجہ میں ایک آواز، اتنا سنے شوق کی
 تپتے حقیقت سے اس کے اندر زور و زور کا
 عارضی شعور، ایک عکس، ایک شعور کا
 "شعر کیا ہے؟" عقل و شعور کی مشترک ہر پہلو
 شعر کیا ہے؟ عقل و شعور کا تمام انسان
 عقلیت جہاں یہ ہر پہلو میں تفصیلات کی
 اپنی دھڑکی کے لیے یہی ہر پہلو کی ذرات کی
 جو سنے شعور کی وہ فیوض شعور کی
 ذرات کی شعور کا اندھیری رات میں
 شعر کیا ہے؟ بلکہ سوچنا دل میں، دل کی شعور
 شعر کیا ہے؟ ہر پہلو کی کہ کہی دھڑکی کا لہجہ
 شعر کیا ہے؟ نیم شعور کی یہ سوچنا شعور کا
 رنگ اور انداز، شعور کے آگے آگے

تو رواق در خاموشی کی بزم گشتگو
 غنچه و سنی میں قنادی کی بختہ آرزو
 بادوں سے سادہ تو کی ایک اہلی حق میں ہے۔
 ہی اکٹھا قطروں کے روزگار سے عروسی بکر کا
 م کے لیے تو شاعری کا بھید چمکنے نہیں
 عقل میں یہ مسئلہ بزرگ ہے انسان نہیں

آؤں و نیکی بچے شاعر میں ہی جنہوں نے شاعر و صہام کی دہائی کے نو جہور سے
 چہرے کی کتاب کو محبت و رقیبت کے جذبات سے کاٹتی ہوئی انگلیوں سے ہٹا دیا
 چاہا ہو۔ اگرچہ اس کی کتاب رنگ و بو سے محروم تھی مگر وہ علم کے چمکے عقل و راست سے
 سادہ و سنی پند و سواد وقت کے بونے و سر میں تھا جسے وہ نو جوانوں کے دہستے ہوئے
 صورتوں کے دلچسپی میں توئی کر سکا تھا۔ انہیں تھے، شروعاتی ان کے بے بسی کا پیچھا پانی
 اور بعض گونڈوں پرانی نہیں۔ یہی راہروں میں قول کے سبب شاعری کی صورتی درجہ کر رہی تھی
 ہو سکتی تھی۔ یہی جوئی تھا نہیں تھے۔ سنا یہی قول کی تفسیر کے حدود و یکسویں نظم
 نظموں کوئی اسکے حوالوں سے ان کے بیان ملتے ہے، اس نظم کا جو شعر صحت حقیقی سے امر کی
 تعریف میں ہے۔ ظاہر ہے قول کی تنگ و احتی کے خلاف میں وہ شاعر، اندیشی کی دستوں و در
 رکھ رہ گئے ہیں۔ یاد کر اپنے قصوں میں انہیں اس طرح کرتے ہیں کہ انہیں دوسری کا شعر
 اور بہت دیکھا تھا کہ اس شعر شاعر و انہیں کی گدی میں میر غفران کا ہے۔ ایسی نظموں میں یہ
 ہی غلط ہو جاتا ہے کہ شاعر کی تعریف خود کی تھی یہ بدل جاتی ہے۔ جوئی انہیں صراط سے
 بہت منحرف کر دیتے ہیں۔ دراصل جوئی کو اس دامن کا شہر و احساس تھا کہ وہ شاعری کی
 الہامی اور دہائی کا انہوں کے دہ خوری یکساں دانی سا لکھتا تھی۔ شیعہ شعری میں یہی شور
 سرگرم کار کو تھے وہاں دشویر شاعر کی کلی عقلی قوتوں کے سونے بھی گھول دیتا ہے۔
 وہ علامتات، اساطیر اور استعارے جو دشویر اور انتہائی دشویر کے دہی حرکت کرتے
 ہیں اور جو شاعر کی شعری دنیا سے کاٹی ورتے ہیں۔ وہ اس تہذیب کا بھی جس کا سرور و شادی

کی غلطیوں میں کہہ سکتے ہیں کہ ان کی غلطیوں سے ہی بہتر و غائب اور اقبال اور شمس
 میرا شاعر تو کبھی کبھی خود اپنے شمار کو دیکھ کر حیرت زدہ رہا تھا جو لوگ کہتے ہیں کہ
 اس کے ہاں غلم سے بچک اٹھنے والے کو دیکھ کر بھی تو صورت اور مرد کو اٹھنے سے کہتا ہے بہت
 : کہ یہ بچک کا قائل وہ کہتے ہو کہتے ہیں اسی کے قواسم سے دلچ و داس سے کہا جاتا ہے
 میں آستانہ پر جو اس کی گھنٹیں کی اس ٹوٹوں کی علامت ہے۔ جو ٹوٹ بھی جانتے ہی کہ ایک بار
 گھنٹیں کی یہی عجب بھری موت یہاں اس طاقت یہ بھی نہیں ہے ۱۹۵۵ء یہ برس تو بہت نہیں
 پر ہی سے یا اثر شروع ہے یہ وہ میرا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی شکل میں ان کے ساتھ کہہ سکتے تو وہ
 تمام کسی دوسرے کے مزے سے جو افسانہ جو شہ پر ساسی کے لئے لکھے ہیں یہ وہ کام لگاتار
 اس کے لئے ہی آئی ہیں۔ انہیں کے بھولنے سے وہ صورت اور نہ ان کے سے اٹھ جوتی انکم
 ہے اس میں سے کہہ سکتے ہیں وہ میرا کہہ سکتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی کہتے ہیں۔

دست کے ہنگام میں وہ میرا کہہ سکتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی کہتے ہیں۔

یاد فوٹ اور سے ہی اٹھتے ہیں ان کے لئے ہی کہتے ہیں۔

کوئی پر اسے اور تو سے کوئی دیکھ سکتے ہیں۔

شعر لکھنے کو میرے ہاتھوں میں آتی ہے غلم

دستا بجز لکھتے ہیں میرا اس کے ساتھ سے

کہ کہ میں وہ میرا سے میں میرا ہی سے کہتے ہیں۔

دل میں کہتا ہے میرے ہاتھوں میں کہتے ہیں۔

سکرا کر دیکھتے لکھتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں۔

نکار دہوں کہا نہیں جوتی کہتے لکھتے ہیں۔

انکھیں پر انکھیں جوتی کہتے لکھتے ہیں۔

یوں غلم کہتا ہے بخش داتا سے کہتے لکھتے ہیں۔

اک قرب آہر و پشت میں کہتے لکھتے ہیں۔

ہوں گھاسی قتل دھڑکتی ہیں تھراستے ہوئے
 ہیں حراج مار کے سب گھس کوہرے ہوئے
 کبھی قدر اصرار سے سواری ہوئے ترے
 اسے تیرا ہوئے سبکی تھیلی کے
 تو یہی ہوئے طرشتہ روج کو با حجامہ
 آنسو ہی سے آنکھیں کھلی گئی ہیں
 تاکہ یہ وہ شہد بار الفاظ کو تیرے غصہ
 چٹکڑی سے وہ تھیمہ سواریوں کی
 روج بدور ہوئے سواریوں کے حرام سے
 جو ہوئے رواج پاسے ہی سے انشاء کے
 سرحدت سے بھاگ کر اسے بند نہ گدا
 لہن ہوں گویا بندہ کی گواہی سب کا بار

اہم شہر غالب اور دوہرے شہر اس کے ہیں بہت اچھے اخبار ہیں دیکھنے کو
 ملی ہاتھ ہیں لکھی گئی ہیں نظمیں لطیفیں آتی رہتی ذات سے بڑھ کر کسی صورت
 کا کہی ہوئی کی کہو نہایت کو ذہنیت و نواداران کے قوت سے یہ ہے اور
 ان کے سبب اور یہ وہی کوئی شخص ہے کہ وہ ہمارے میں کرتا ہے کلڑوہا ہات و
 شعور و قوت کے ہات کے بغیر وہ خام کے ذہن کی ہونوں و سنگی کی گزرتی ہوئی
 اس طرح کر سکتے ہیں کہ وہ ہر شے خام کے ذہن کا عین ہوں جو ہے شمع ہونوں
 کے یہ چند اشعار دیکھئے :

یہ ہے ہونوں اس دوری ہوں وہ خام
 اندھ سے ہی جس حراج شمع فردوس
 مرا شعر اس صبر ہے رنگ و بو میں
 پسین تیرگی مملوہ آپ میواں

مرا دل دھڑکتا ہے یوں زبردلم سے
 جھپکتی ہے جس طرح مڑ گئی دوداں
 مری سارگی میں بھی وہ دل گنتی ہے
 شب نہ دیتی جس طرح خوابِ فضاں
 مری سے ڈھکی پر رشتہ ابرِ معنی
 بولانی کے ساتھ ہے جس طرح افقاں
 بسا وہ لب پر مری طبع رنگیں
 سر شاخ جس طرح موجِ خوشی آگیاں
 مری چشمِ تری نسبت کی پہل
 سر آبِ کبھی طرح موجِ چراغیاں
 مری روح پر عکسِ حسرتِ رنگیں
 ابھی پر ہے جس طرح زلفِ پردیاں
 مرا دل ہے اسے جو کئی دلوں کی خوشی
 پر سستہ تر از منی صبرا، فضاں

بطورِ شاعر کے ادیبی سے مراد وہی حق بجانب ہے جو شاعری کی شاعری پر بھی ہر
 دھڑکتے کا اعلان کرتا ہے کیوں کہ بہر حال وہ اپنے سے خارج رہتے ہیں جس کی وجہ سے
 ان کی شاعری دوسرے کا ذکر کرتا ہے وہ اگر شاعری نہ ہوں تو اس کا دوسرے شاعری ہی
 بچتا ہے۔ لیکن بہت دوسرے کی نہیں بلکہ ان کی ہوس اور استعارات کے لیے جس کی
 کٹھن پہنک کر جو کئی ان استعارات کو اپنی لاس سے جھٹکتے کرتے ہیں وہ کثیرات اور مستند
 شاعرانہ کام نہیں گو وہ ایسی ہی ہو سکتی تھیں مگر یہ تو داستان اور سہانہ کام ہی نہ ہوتا
 یہ خود اختیار اور خوشی کی تمام شاعری کا فرق اختیار ہے۔

خوش سٹھانے وقت کے ساتھ ساتھ بہت کثرت کی بھی۔ تو کئی نئی اور وطنی
 کی جوں کی طرح انھوں نے خود کے خود کو کم کر دیا اور انھوں نے ان کے گویا

تفلیقِ قیاسِ شاعری کے رنگ بھی پردہ کی آگے چھپا کر انھیں شاعر ہونے کا حق نہیں دیتا۔
اپنی ذات کو کوہستے نہیں، شاعری پر یہ کیا اعتماد قائم ہے، لیکن یہ تو سماج کو بچکانہ
لاٹھل نہیں، صرف دونوں کے درمیان اتفاق ہی نہیں بلکہ دردِ ایک دوسرے کی ہی فطرتی
ہم آہنگی ہے، سن و سال کے ان اعتبار سے کچھ خاص قسم کی اہمیت ہو سکتی ہے:

اسے خوش نگینوں کی پراختیاں ہو سنے تو کیا
بہرہ کی انجی میں طول حواں ہو سنے تو کیا
ہندوستانِ غلام ہے آٹھ گھنٹے سہ پہر ہے
ہندوستان میں آپ سخی دلی ہو سنے تو کیا
جس پر ہاتھ پیرا پر کوسے ابر کا جھوم
اس پر ہاتھ پیرا پر ہر تلوار ہو سنے تو کیا
جو سہارے شور ہو غمزدگ رنگ و بو
اس سرزمین پر ابر خراماں ہو سنے تو کیا
موجوں سے جس کی توڑ دیا ہو صوف کا دی
اس جو سنے تم میں قطرۂ بھلا ہو سنے تو کیا
ہم دلی و ہم گھر یوں جہاں زبا و لہجہ سب
اس گھٹائی میں مریا خوشی اسی ہو سنے تو کیا
جس تیرگی میں جو نہ سندرہ نہ روپا خضر
اس تیرگی میں چتر، چوہاں ہو سنے تو کیا
انہوں سے بہت بڑا ہے زمانہ ہی ساتھ
اسے خوش آمد و سب گھٹائی ہو سنے تو کیا

جوش ملیح آبادی

ایک عظیم شاعر اور اچھا انسان

جوش ملیح آبادی مرحوم کا ذکر کرتے ہوئے ذہن اب سے ساڑھے بیسٹھ برس پہلے منتقل ہو جاتا ہے۔ جب کہ میں شاعرانہ حیرانم پرکشش پڑنے لگے تھے۔ سرور و اغیار، مدینہ منورہ کے پہلے سفر پر ایک نظم جھلکی شاعرانہ کی عنوان سے شائع ہوئی تھی۔ جو اس شعری سفر پر بن تھی۔

ہو کر جو میں نے دیکھا تقدیر مڑ چکی تھی
پڑی چھک دی تھی گلاڑی گڑ چکی تھی

نظم کا فلسفہ غصہ، خفا کا شاعرانہ شریں، صدمہ، درد و غم میں جا رہا ہے، اس کی وجہ سے گلاڑی جھلکی میں رک جاتی ہے۔ شاعرانہ سے ان کے نزدیک کھیتوں میں ایک دیہاتی اور شیر ہو کر دیکھ کر کو جیت، ہر اسے اور اس کے من و جمال میں اتنا کو ہوتا ہے کہ اسے گلاڑی کے جانے کا احساس بھی نہیں ہوتا اور وہ وہاں آزادی میں وہاں سے راحت پر جاتی ہے۔ نظم میں مدنی واقفیت کا بے صحت اظہار سونے میں، اور زبان کی خوب سوانی اظہار کے باوجود نے کچھ انکشاف کیا کہ میں اپنی پسندیدہ نظموں کا اس نظم سے کم تر ہے کہ کچھ نظر آجھڑی کے ایک خاصے کا قصہ ہے (نظم کا جو قطعہ پر مبنی ہے) میں مستند ہوا تھا اس کا ذکر کے اپنی جواب دہا میں تحریر کیا کہ جوش ملیح آبادی تھے جو لکھے، سیکری کے ڈاک چٹکے کے بہتر اور گہری تھے۔ مشاہیر کے بے حرج کے وہ سفر سے دیکھ گئے تھے۔

۱۰۔ ان کا نقش پا جہاں دیکھا وہی سرور کہ دیا

تکسی ہی خود صاحب کے کام کی ضرورت کے لئے بنایا تھا۔ یہ جو کچھ ہوں، جو ہا صاحب کیست
ہوں وہ انھیں مروجہ کی ترجمات کا نتیجہ ہے۔

جوش صاحب کی شخصیاں اگر وہ تھا، وہ وہاں بدنام کئے تھے۔ اس کے اہلکار بھی شاہ
نظام اعلیٰ و گلیزری لکھنا اور پھر جوش صاحب نے یہاں اعلیٰ احمد جولی احمد انگریزی
کے نام سے لکھے تھے۔ جوش صاحب نے انگریزی اور اردو میں جوش صاحب کے نام کی خاں انھیں لکھا ہے
جیسے حضرت شاہ تھے۔ جوش صاحب کا پہلا جوش صاحب کا نام ہے۔ تاہم حضرت شاہ تھے
میرا تھا وہ قبولی نام کی سند حاصل کر چکا تھا، جوش صاحب کے حقیقی ناموں کو اب وہ
مستمعی خاں مروجہ ریاست و حوالہ کی۔ کے جائزہ دے تھے مگر ان کا منتقل قیام اگر سے میں
رہتا تھا۔ یہ جو کچھ بھی بہت کمال کی شخصیت تھے۔ مختلف طریقے اس کے سوا کہ انھوں نے
وہی علاقہ میں رہا تھا۔ بعد ازاں وہ نے کے ہاں تو مگر سنا دیکھ کر وہ جانتے تھے۔ ایک
مروجہ میں رہا تھا۔ جوش صاحب کی یہ وہاں سے یہ انھوں نے دیکھ کر وہ جانتے تھے۔ ایک
جوش صاحب ان ہی کے یہاں قیام کرتے تھے۔

حضرت شاہ تھے ایک طرحی مشاعرہ کیا، جس میں ان کی جانشین مروجہ جوش صاحب کی
مروجہ ہیئت امراتہ ماسرہ جوش صاحب کی انھوں نے اپنی دہائی میں دیکھی انھوں نے اپنی شرکت فرمائی
تھی۔ جوش صاحب نے حضرت شاہ کی مروجہ جوش صاحب کی انھوں نے اپنی شرکت فرمائی

کہا تھا، تو کہاں کا خطاب اور

وہاں اس سے کہہ جو کچھ جانتا اور

جوش صاحب صاحب بھی اپنے نام سے لکھے ان کے نشریات لکھتے تھے تو یہی مشاعرہ
حضرت انھوں صاحب کے پاس اگر بے حلفہ انھوں لکھ کر لکھتے تھے لیکن اس میں اجتہاد
اور چنگیزی میں تھا۔ جوش صاحب کی انھوں نے لکھا تھا کہ حضرت صاحب دجہا تھا اکثر
اور جوش صاحب میں اختلاف بھی ہوا تھا مگر ایک نقطہ انھوں نے یہ بھی تھا کہ وہاں اس
پر متفق ہوتے تھے، یعنی میں انھوں نے میرا نہیں کی غصہ شاعرانہ۔ میں انھوں نے
انگریزی کے وسیع شاعرانہ کہیں اس اور انھوں نے لکھا تھا کہ وہاں تھا کہ تھے۔ انھوں نے

ڈالنے لگا۔ اب یہ بھی دونوں میں ہمراہی تھی، غالب دفتر دونوں کے متعلق تھے، حافظہ و
 عرفی دونوں کے پیشرو، شاعر تھے۔ ان کا حقوں کے دو دہائی میں بھی موجود رہتا تھا۔ اس
 لیے ان کی گفتگو اور حکام سے مشفقہ ہوتا رہتا تھا۔ جوش صاحب صوبہ، آباد دکن شریلی
 نے لکھے تو ان سے نہ تو ان کا مسئلہ بھی قطع ہو گیا۔ پھر اس بار وہ سال کے بعد میں نے جوش صاحب
 کو بمبئی میں دیکھا۔ فہم حضرت کا نہ تھا۔ میں ایک کامدادی شکلے میں بیٹھ گیا تھا۔ وہیں
 معلوم ہوا کہ غلام احمدی صاحب اس غم کے لیت تھکے کے لیے صوبہ آباد دکن سے تشریف لے گئے
 ہوئے ہیں۔ غلام صاحب سے مسئلہ صاحب کے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ جے
 اسپتال سے مقابل ایک غلام صاحب مطلب لڑاتے ہیں اور تمام الی لائق صاحب و شہزاد
 و نواز غلام صاحب کے صاحب میں بالآخر کام جمع کر کے ہیں۔ غلام صاحب بھی وہاں آتے
 ہیں۔ غلام صاحب کا صاحب میری تمام کام سے زیادہ لاپرواہ رہیں تھا۔ چنانچہ ایک شام چلتا
 ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا حضرت آئے دیکھوئی، حضرت تقریباً ایک گھنٹہ اور جوش صاحب تشریف
 فرماتے تھے۔ صبراً آؤ اور تقریباً صاحب لکھے نہیں دہنتے تھے لیکن جوش صاحب سے بڑا دم
 نہ تھکتا۔ بوجہ تھیں۔ صبراً مشاعرے ان کے ساتھ چلے جاتا تھا۔ وہ بھی لکھے دیکھے کرنا بھی نہ تھے
 میں نے غلام صاحب کا ہتھ ملوایا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ جوش صاحب کی میں اسٹیشن
 سے پہلی مرتبہ ساتھ چڑھا تھا۔ طبیعت میں اختلا پیدا ہو گیا، لیکن اسی حالت میں میں ایک
 مشاعرہ بھی تھا۔ صداقت اور اتفاق کی چیز، یہ مروجہ کی تھی اور جوش صاحب کے ساتھ جگر
 صاحب جو اس مشاعرے میں موجود تھے، جس وقت میں مشاعرہ گا وہیں پہنچا الی صبراً جگر
 اپنی تقریر سنا رہے تھے ان کے بعد ساغر نظامی نے اپنی غزل پڑھی۔ ساغر کے بعد میر نے
 میرا کام پڑھا، میں پہلے تو چھٹکا، مگر انہیں نہ بیٹھا سو۔ دوسری بار میرا کام لے کر گیا گیا
 تو میں نے سنا ان سنا کر دیا۔ پھر جگر صاحب نے پڑایا۔ صاحب صاحب تشریف لے گئے۔
 میں جب بھی شمس سے ملتا تھا جیسا ہوا، تو جوش صاحب نے کہا، صاحب میاں کو حکم دیا جا کہ وہ
 دوائی۔ جوش صاحب کے چیکے میں وہی لکھا ہے تھا جس سے میرے کان آتے تھے۔ میں
 حکم عدولی پر اس لیے بھیج رہا تھا کہ میں ایک نیک اور قیص پہن کر باطل و مایوس کے لیے میں

مشاورہ غلطی بہت سے کیا تھا۔ دوسرے دن جب میری حکم صاحب کے عہد پر گیا تو وہاں جوئی صاحب نے حسب سابق مجھے اپنے قریب بٹھایا۔ آگرہ دار صاحب آگرہ کی باتیں کرتے رہے اور گزشتہ شب کے مشاعرے کا ذکر تک نہیں کیا۔

قیام پاکستان کے وقت جوئی صاحب ہندوستان میں رہ گئے جہاں انھیں رسد ان اعلیٰ کا مرید اعلیٰ مقرر کر دیا گیا اور چار سو روپے کا عطا کیا گیا۔ چھ ماہ بعد واپس لوٹے۔ جوئی صاحب کے پرستار تھے اور ان کی ہر سفارش قبول کر لیا کرتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد ان اخبار کے ذریعہ تمام وہ اشعار پاک مشاعرے شائع ہوئے۔ ایک مشاعرے میں جوئی صاحب بھی ہندوستان سے تشریف لائے۔ انھیں وہاں پہنچ کر انھیں خبر دیا گیا۔ مشاعرے کے دوسرے دن شہزادہ عالمگیر قند کے ساتھ جوئی صاحب سے ملے۔ کیا بہت محبت تھی۔ پاکستان پہنچنے پر بڑا اچھا لگا۔ رات گئے کھانے کے ساتھ خوشگوار کھانا پڑی۔ اور چوتھے دن میں قیام رہا۔ بلا آخر ملاقات ہوئی۔

جوئی صاحب جب مستحق گرامی آگئے تو پھر وہ لاہور واپس آئے جہاں معمول بن گیا۔

جوئی صاحب نہایت جلدی بہت محنت آفرین انسان تھے۔ جو بات اور گج

کھتے تھے بے دروغیت بے ساختہ کہہ دیتے تھے اور بات اگر ان کے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہوئی۔ مگر وہ نفع و نقصان کے خیال سے بلا ترہیز بات کرنے کے عادی تھے۔ میری ایک ملاقات ان کی اس ایک ملاقات سے مل سکتی ہے جو انھوں نے اسکندرنواز اور جہاں آبادستان کے ساتھ جاتے ہی چھو دی تھی۔ اسکندرنواز نے ایک بیکری کی میٹھوت سے تڑکی کر کے پاکستان کی مصالحت کا مجھے سنبھلا تھا لہذا ان کے دل و دماغ میں جو کچھ خواست ہو سکتا تھا وہ ظاہر ہے۔ انھوں نے جوئی صاحب کا شہر و سیر کرنا بھی طلب کر لیا۔ میں وقت جوئی صاحب ان کے ساتھ پہنچے تو پھر ایک سیکنڈ پر دہائی پڑھ دی۔

کہتے ہی جوئی تھوڑے عرصے میں

میں جوئی کو ہمسرا نہیں لایا میں

لئے ضروری جہاد تری عقل میں شیر حسن خاں کی طرح آیا ہوا

اس زمانہ کے بے شمار بہادر و شہیدوں کو جو حق صاحب سے شرفِ اعلیٰ کی
فراخ کر کے اپنے بارگاہِ درویشی میں جیتے تھے وہ دھڑکی دھڑکی دھڑکی
آواز میں وہ عظمت و درویشی کے بیچ اپنے بڑے مقرب بن گئے۔ اس زمانہ کے بہادر
ملازمین مرحوم تھے۔ ان صاحب بڑی قوموں کے ملک تھے اور ایک ہم دوست انسان تھا
جو حق صاحب کے ملاح بھی تھے لیکن بڑے ملک کے اور ان جو حق صاحب کے عزیز تھے ان کا
مکتبہ تھے اس لیے جو حق صاحب کو اس زمانہ سے مستغنی نہ تھا چاہے لیکن حکومت پاکستان
ان کی خدمات اور قابلیت سے دست بردار نہ ہونا چاہیے چاہیے کہ ان کی خدمت ایک حوزہ
عہد سے چکا کر کے اسلام آباد لایا۔

زمانہ کا غلط استعمال جو حق صاحب کے لیے دشنام کی حیثیت رکھتا تھا، ان کے
سارے لب کشائی کرتے ہوئے ان پر ان ہی انتہائی عقائد رہتے تھے۔ ان کے عقائد کا
پر وہ بہت جلد سے جیسے کہی کر مصلح ملک دیتے تھے۔ ان کی اس مصلحت کوئی اور نہ
تھے ان کے طریقوں کی ایک بڑی ہی اہمیت پیدا کر دی جو ان کی موت کے بعد بھی ان پر
کھلے سے ہمارے ہیں۔

میں نے جو حق صاحب کی زبان سے کئی حکم میں بھی کسی کی نصیحت یا برائی نہیں سنی۔ وہ
برائی کی چیزوں کو بے گتھے تھے۔ اور ان کے عقائد میں خدا میں اہل بیت کا کام نہیں لیتے تھے۔
جس کا حال یہاں جیتے ہوئے پر کافی دیتے تھے۔ کسی کی بیٹی میں چھری مارنے کے قابل نہیں تھے
ان کی زبان میں خوب بغیر ان کے آفری کا فری و ڈر رہا تھا وہ طریت حد چٹان تھے۔
قرآن ای کے ہم مشرب دوست تھے لیکن انہوں نے قرآن و دوسرے تیسرے جہم کے بعد پہنچنے
گئے تھے اسی عام میں ایک نشست میں پہلے تو وہ جو حق صاحب کو برا بھلا کہتے رہے وہ جو حق
صاحب نہیں نہیں کہتے تھے لیکن جب قرآن نے انہیں جلی کی گالی دی تو جو حق صاحب نے
کوہن سے اور دینے پر آواز ہو گئے لیکن جب ہوش میں آکر قرآن نے سنا، ان کی لاخیر ہو گئے

یہاں سے وہاں میں گرفتار کرانے کے میں کافی لشکر کر۔ باہر تو کسی میرے ہے موت کا اعلیٰ
 پر شکا ہے۔ اُن سے میرے اُن کے سوانح کے معلق استفسار کیا کہ وہ کون میں تو
 انہوں نے مجھے ایک نہایت خوش گوار لکھی می دے کہ یہاں شریاب آگ کرنے کے یہاں
 تم مجھے انہیں ہاگشت کہنے پر انکسار ہے۔ یہ میں کسی کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا۔ دشمن ہے کون
 (خدا) یہاں میری عمر کی کہ ہے۔ یہ تو میں جتنی صاحب کی وسیع انکسار کہ وہ اپنے کا میری اسرار
 کہ میرا چلنا ہے۔ یہ اپنے دشمن کہنے پر آمادہ نہیں تھے۔

جہاں تک جو دشمنوں کے عقائد کا معلق ہے وہ میرے تھے۔ عاشق و سرور تھے۔ اکل و پل
 کے خدا تھے۔ وہ رحمت خداوندی پر عمل و توحید۔ کچھ تھے۔ بات عورت اتنی سی ہے کہ مطلق
 کا سرور پر عقائد کہ یہ کہنے کی لاشیں کرتے تھے۔

تک فرستے انکسار ال ہے داغ
 اور دل ہے کہ اقرار کیے جاتا ہے
 اللہ کو تہنید بتا سنے دلو
 اللہ تو رحمت کے سوا کچھ بھی نہیں
 جو میں سارا فرقہ کار گزرا کہ فسر عقائد
 فخر مرید سداں ہے یہ مصوم دھما
 ہم سب جنت کے کھانے ہو چکا
 گنہگار یہ اللہ کی شہادت اور نہ جانتی
 اگر ہم خدا سے کافران کی انگلی ہے پیش نہ تھا۔ انکسار سے جھکتا تھا
 کہ انہیں ہے انرا امت مسلمہ اور امت کی
 وہی کہ ہے دشمن اور دشمن بن جاتے ہیں
 یہاں انکسار کی وسیع داری کی بات ہے تو انہیں قطع اس کا صحیح ترجمان ہے۔
 بہت ہی خوش ہوا ہے ہم نشین اس خوش سحر کی
 اچھی اگ شرافت کے نمونے پاسے جاتے ہیں

ہاں صاحب کو خوب دشمن کہہ سکتے ہیں کہ وہ لڑائی الاٹھائی بظاہر کرتے دیکھتے ہیں
 کڑائی پر صاحب ان کے متعلق غلطیوں دیکھتے ہیں تو وہ ہر ساری شاعری میں جو میری بیگانگی
 ہاں غزلیں مظلوم کو کہ تشریف لاتے اور مظلوم پر بچھا جاتے تھے۔ ان کی ایک غزل مسلسل ہے
 انھوں نے تو ہر آواز کا ہنساں دیا جس کا مطلق میں نے اپنی دستان کیا ہے۔

غزل کا مرد سلطان ہے یہ معلوم نہ تھا

میں بھی فریب خانے پر معتقد ہوئے والی غزلیں نشست کے لیے کہی تھی۔ اس طرح
 جب غزلیں بیاں دے جو بعض کشتی مروج کے ہیں میں نے شاعر کو کیا جس کی طرح تھی جگ
 گزرتی تھی سے شکایت ہے آسمان سے کہ
 تو اس شاعر سے میرے سمجھتے کہ تو فرار کے آگے بھاگتا ہے غزلیں لڑا ہے۔ اس غزل
 کے دلچسپ ہے۔

یہ میرے مقلد ہیں اور میرے سنے والے

جو میرے آؤ طریق ہیں میری نگاہ سے کہ

غزل بھی کہتا ہے جی داس کے نہیں

کہہ تھیں حاضر مقابیان سے کہ

اس طرح دالہ کہ پیدا ہے دالہ شاعر سے میں ان کا مطلق۔

یہ غزل میں نے کہی حکم سے لے کر

کہنے لے کہ میں نے آن گزشتہ کہ

ایک اور غزلیں نشست میں ہیں انھوں نے ایک خاص غزل غزلیں چڑھی ہیں۔ میں ان مطلق میں
 بھی جگہ لکھا ہے۔

اس وقت مرحلہ سا ہے تک نہیں ہیں یہ

کے بہتہ ساقاں ہے دیا ہے یہ دین ہے

اکتک نامی ہی مروج کی کہ میں چھ شاعر سے جسے سب میں جی صاحب میری استوا
 یہ طرح میں غزلیں فرار کر لے کہ وہ اپنے مضمون بیکراں سے لڑا۔

میرے جیوں غریبات اور فاقی گلی کی تقریب تعارف میں ان کی حرکت آگاہا تقریر میں میں
 شہر آبادی کے انہوں سے ایک خیالی آفریں مقام کے لئے بہت اور ملازم ہو سکتا ہے کہ
 جیوں کو اگرچہ میں کے اختیارات کراچی کے روزناموں میں چھپے ہوئے ہیں۔
 صاحبانِ اخبار صاحب شہر آبادی کے دفتر میں پہلے ایک نشست ہوئی تھی۔
 میں نے یہ مختلف احباب شرکت فرماتے تھے ملازمین کی زمین پر اور ان کی مروجہ خبر اور دیگر
 تمام مروجہ اور تمام وقت براہ کبریٰ انہوں نے یہاں پر جو کچھ مروجہ و صاحبانِ اخبار کی مروجہ
 حکم تعلیم ہو رہی تھی وہاں کی مروجہ تمام مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ
 یہی مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ
 اختصار میں تھا اور مجھے یہی مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ
 آگاہا اور مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ
 اور باتوں باتوں میں کچھ کچھ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ مروجہ
 گواہی دے

وہ صورتیں ابھی کس تک ہوتی ہیں
 اب میں کے دیکھنے کی آنکھیں آہستہ ہیں

جوش کی شخصیت

”یادوں کی بُرات کے آئینے میں“

جب کسی شخص کے گھر کے ہر کونے میں ایک دشمنی بسی ہو تو میرے سینے سے دھواں
 نکلنے لگتا ہے۔ جب کسی شخص کے گھر میں اکی نظر آتی ہے، میرے دل کی آوازوں کی آوازیں
 بگنی ہیں۔ جب کسی کو نہ سے دوسلے کی آواز نہ ملتی ہے، میری کہنتا نکلیں اور ہر ماٹے
 مٹی ہیں۔

خیر چلے کسی ہے تر پہنے ہیں ہم امیر

مار سے جہاں کا دور و چار سے بگڑی ہے

”یادوں کی بُرات“ سے ہے، انہیں جس لوگوں کی شخصیت پر کئی دہائیوں سے دشمنی ڈالنا

ہے۔ اس مہارت میں، اعلیٰ درجہ کے احساسِ کلمہ و لفظ کی کڑواہٹ چھ رہ

گیا ہے۔ ہمارے کاجِ لطافتی آوازوں کا یہاں تک ہر دم سے کہہ سکتا ہے، ایک

ایسی شخصیت کا جس سے گھر و بیرونی دنیا و ستانی کو شہادت ملے جو اور کسی کا ملنا نہ ملتی ہو

بُرات کی ہر بہت، اعلیٰ درجہ کے زہر و دوا ہے۔

شخصیت کی نہیں بلکہ اثر و پرکاشی کے اندر چھپا، انہماکی سے دشمنی پڑتی ہے، محسوس

ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم نے اپنے کسی حقدار سے کوئی کلمہ نہیں کہہ سکتا، وہ حقدار کے لئے اور ان

کی مہارت سے، ہر لمحہ کی ہر لمحہ آواز سے جو آواز ان کے خوں میں روتی ہو، اس

سور کا گونج، دشمنی کی سحر و جادو ہے کہ وہی اہم ہے کہ وہی نہ ہو، اور وہی ہر لمحہ ہر لمحہ

زادہ شکار کی محنت لگوانے۔ دوسرے ایک نیا دنیوی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے ماسٹر پر اپنی رعیت کے لیے اس کے لئے ایک نوٹ دے اور اسے غصوبہ کرے جس سے اس کی برائی عقل ہو۔ ایسا کرنا، خدا کی ہے کہ کوئی ایسا لوگوں پر الزام لگائے جو اب صفائی نہیں دے سکتے۔ یہ کہ رعیت سے ناجائز کارہ، اخلاقی ہے۔ اس طرح کے اقوال قبول کرنا، غرضاً کرنے کا تصور کر رہی برتری دہی کا ہے تو اس حرکت میں انسانی اور جڑوں کے ساتھ خود غرضی کی شریک بن جاتی ہے۔ اس لئے اسے خودی میں حق کے متعلق بھی برتری سے خود غرضی کا تصور ہی تو ہے۔ غائی کے ساتھ جوش کے مساوات کہہ سکتے ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ اسے اس کے لئے یہ ایک ہی کے متعلق ایک بار کہہ کر کہ یہ ہے تمام ماسٹر پر ہی وہ سب سے ہر عمل اللہ عزوجل کو ظاہر کرتے۔ جوش ہی پر مستحضر کرنے کے لئے آزاد ہو سکتے۔ حقوں کے غائی کی پرالم زندگی کو اپنے دور کی کے ساتھ کھنڈہ خلق بنانا، ایک بڑا نکتہ ہے۔ مزبوران وقت تصور کے طور پر لکھا ہے...

پہلی مشورہ کی دو باتیں سننے کے غائی کی ذات سے ہر حال میں ہے کہ وہ کسی چیز کو خود ہی برتری کے طور پر سمجھنا کہ یہ تصور دینا ہے اور اپنی نسبت کی اپنی نہیں مانتا ہے۔ جو کسی سے دعویٰ کیا ہے کہ یہ ہے وہ میں غائی کی حرکت کی ہیں، غرضی نے کمالی کے لئے کہہ سکتے ہیں۔ "غرضی میری طرف سے کمالی ہو گئی تھی کہ میں ہی اس کے کہنے کے ان لوگوں ہیں۔" اس دکان کے پس پردہ حقیقت کیا تھی۔ ایک کو لوگ ہوں گے جو اس کا اٹھکات کر سکتے

۸۰

ایک بڑا نکتہ ہے۔ غائی میں چٹ کے نزدیک وہ میں دیکھتا ہے، ایک طرف کی روئے کو ظاہر کرنا، یہ ہے اس کے جوہر اس "آپ سے ان کو میرے چہرے سے کیا سوکار۔" آپ تو مجھ کو مجھ کو ایک شخص پر ہر سنے گئے تھے۔ کیا غائی بر جانی مانتے تھے وہ اس کی دوزخ کا خاص ملک تھی خود کیجیے۔ جسے ایک تہا و خود و خود میں دشا کی تصویر کشی جس سے کمالی کے تصور سے کمالی کی سبب سوال دراز نہیں کیا، غرضی نے غرضی نے کہاں آئی ہے اس لئے وہی "خود غرضی تہذیب کی، حق تقدیر کا ہمیشہ لگا لگا جوش کے اس

زمینی پاکیزہ اور زمیں کی نیک خدمت اور نہ بے سوال کے رہا ہو کر
 رہا چشم کو بلی غلطہ ہر دور ہی کشیم
 تو کسی سے باوجود اذعان سے آزاد رہی اپنی آٹھ کونہ مسلم کے دروں کا تقاضا جس
 نظام کی کوئی انھوں نے یہ شمار کیے۔

الٹی اگر ہے بھی روزگار	کو چنے دیں دیں کے لنگار
و نہ انت کو حاصل ہوں سودا ہوں	شراعت کو بے گفتش بردا ہوں
سر جرم بیل آہنی نگر	ہر شکل مشدہ مانی زنجی نگر
رہی فصل باران پر دگی خشت کام	و بات کے وہ چاہے گرم
سر کھلی سسک بد نصیب	کریم آ کے بھیل جی دوست بھلی
بزدلوں اور ماسی درج ہے ابھو	نہو بر قوا سے چہا گروں گھو

اسی نظام کے دربار میں جا سکتے تھے انھوں نے انتہائی قیمتی سکے لیے دستے سوال
 روا رکھا اور سب وزارت خاندانی، صلیبی حکام، فوجی کے اقتدار غلبہ سے ... بدستہ تھیں
 میں دیباہ علی و حقہ نے اس کو ہر طرح توڑ لیگی جو عاقل شعری کے ایک خدام جو اس
 سوال میں اتنی حق کہ چند ستان میں اور دکان کی سطر ہو گا انھوں نے اپنے عروج و گھبر
 حالت دہری۔ ہندوستان کو چھوڑ کر پاکستان جانے کو کسی کے دوسری ہر ایک نہ سنے وہ دماغ
 ہے وہ شروع سے اس قدر نظر کے تحت خلافت کے لیے جس نے پاکستان کو جنم دیا خطہ
 بری ہندوستان میں اس کو رواج اور طرح کی آسائشیں حاصل تھیں یہاں کے ذریعہ
 اور دیباہ اقتدار کی کی فوج اور تازہ ہر دہری کو سنے جوتش کو ذریعہ سے کوئی
 دلچسپی نہ تھی۔ مگر سائنس کی خوب سے خوب تر کی توئی نہیں کٹاں کٹاں اس ملک میں
 سے گزریں کے ذریعہ شعور سے انھیں بہاری اختلاف یعنی "اور دکان کی سطر ہو گا" جیسا
 فوج کا حدود اسی وقت ہو جب انھوں کو ذریعہ پس پرست اور انیسویں کی جنگ نے لیم
 کر دیا تھا کہ انھوں نے اپنی اقتصاد کی آکا مہا جی کا ذکر کر کے صورت کے ساتھ کہا ہے
 انگلیوں سے کٹا ہوا ہندو ملک اور خود دار شاہ مرد کی خاک چھانٹا ہوا اس دور

کاکی۔ شکستہ خون غرق ہوئی وہ سب منہ پر شرابی کی آنکھوں کا رنگ ہی کی طرح دکھائی دیا۔
 ہزاروں آنکھوں سے دیکھی گئی وہ لڑکا، گم سوئی ہوئی آنکھوں کے سلیکے ہی لعل ہو جاتا۔
 وہ دھڑکنے لگا، وہ جھکا ہوا سر دیکھ کر کئی کچھ گمان کا محسوس ہوتا، وہ دیکھ کر کئی کچھ
 دلچسپ ہو کر دیکھ گیا، وہ تو مرنے کی قدر نہ سمجھتا تھا کہ اسے کھانے کا یہ موقع ملے گا، اس
 کو تو دل کے انیس کھنکھانے لگے، شکستہ ہی۔

’ہاں کی برات‘ بڑا اعلیٰ اور عمدہ محبت کے اور سب دہشتہ دہشتہ کی ہے، جو شخص
 سے پہلے اور دوسرے کسی بڑے صاحب کے دل میں سوانح محبت اس تکمیل کے ساتھ نہیں
 ملتی تو اسے سفاک ظالم سمجھا جاتا ہے، اور اس کی آنکھیں کھولیں، اس کا کھنکھانے لگتا ہے، اس کو
 زور سے لٹک کر رکھ دیا۔ یہ شمار دوسری دورہ و زریب، بڑے سکون، بطور آنکھوں کے سلیکے
 سے نکلتے ہیں، جبکہ ان کی جاتی یا خاصہ و سزا و سزا و سزا کے ساتھ اور مشاہدہ
 اعتبار کیا جاسکتا ہے، رعایت سوانح اور ادب کے خلاف ہیں کہ اس کتاب کے مصنف کو
 مل سکے گا، یادوں کی برات، ان کی شہرت بہت بہت زیادہ ہونے کی گواہی دیتی ہے، وہ صاحب
 اور صاحب کی جو اعلیٰ قدرت ہے، اس کے لیے محبت کے قریب کر دے، یہ ہمارے کہ اس
 فوج کے کسی محبت نہیں کے لئے دیکھا، اس کتاب کی محبت کے لئے دیکھا ہے۔

نصرت کے امر کے لیے یہ کتاب ایک جتنی دستانہ ہے، وہ شخص جو غلط و سزا
 جاکر دستانہ نظام کے ذریعہ جڑواں سے نا اقلیت سمجھے ہو، جس سے اس نے اپنی فوجی
 یا اعلیٰ اور اعلیٰ کو، شخص نہیں دیکھا کہ اس کے لئے دوسری شخص کی اعتبار کا دیکھو اس
 کیوں کر ہی جتنا دور کے مل کر اس شخص سے جب محبت اور غلبہ مشرت کی خاطر ہے
 شخص، کھنکھانے اور محبت کی گواہی دیتی ہے، اس کو دستانہ کے لئے دیکھا ہے۔

یہ کتاب، بطور اس کتاب کی اعتبار ہے، اس کے لئے دستانہ کے لئے دیکھا ہے، اس کو دستانہ
 اختلاف، جو کئی زبان کے ادیب ہیں، ان کے دستانہ ہی اختلاف کے لئے دستانہ کے لئے دستانہ
 نظر آتے ہیں، اس کی اعتبار ہے، اس کے لئے دستانہ ہی ایک طرف دستانہ کے لئے دستانہ
 دوسری طرف کتاب کی اعتبار ہے، اس کے لئے دستانہ ہی ایک طرف دستانہ کے لئے دستانہ

افسانہ کا ہر اعلیٰ اختصار، ہر جھلکوں اور طغیوں کا انداز، ان کتابوں کی غلطی ہی خفا کر رہا ہے۔
 "جادوئی کئی رات" کے آئینے میں تو مثل کی شخصیت کے خرد خاں صحت نظر آئے ہیں۔
 ایک سو چودہ سو تیس، تیرہویں صدی کے ہے، جس کی کئی بڑی سماں دوروں کی گڑبڑ کی ہی کئی ایک کیفیت
 کی کئی ایک طور پر، ایک جاگیر دار نے قائم کی شخصیت کا نقشہ یہ سب میں کر کے اگلی اور گزشتہ
 نئی انسان کی طرف سے جانتے ہیں۔ دلائی بھائی: خدا کو پہلے کوئی اور سب کوئی انکسار کوئی
 رکاوٹ سے اور کوئی صورت پرور، شست میں رکھنا میری بات اور اپنے مصالح سے ایک
 ہو کر کسی کو کہنے کی صلاحیت اس کی ہے ہی نہیں، جو اس کی دعا سے کہتے رہے، جو اس
 کی راہ میں جلی ہو رہی ہے، جو اس کا رخ ہو رہا ہے، جس کی کے ساتھ نہ تو خود کوئی شخصیت
 ہی نمودار ہے نہ وہ، مثلاً وہ لکھو دی، مصلحت پر، ذی سے اس کے عذر میں ایک ہی کے بے
 وہ جھلکے لائیں، چاہو ہی نہیں کہ سنا، ایک بے گناہ اور بے گناہ کی بے گناہی، لیکن
 اس صبر اور اس کی بے گناہی کے گواہوں نے عیب کر رہا ہے جو توئی کا صبر کوئی کہاں سے کہتے،
 جس میں گوارا دے گئے، انکسار اس مافی سے سما جانتے، وہ جاگروہی ہے اور خود کوئی
 کا مجبور دیکھ کر طبعی ہے اور شخصیت نگاری، یہ کی گوری، وہ ایک بے گناہ ہے، جو خود کوئی
 کی دہرائی کی کرتا ہے، جوئی کے اس کی ذکاوت کا ذکر کیا ہے، اس کی مریض سامع
 ہے، اختلاف کے سماں سے زیادہ توئی کوئی کی سموات، یعنی میں، متوجہ تھا کہ ان کے اس
 جس طرح توئی کے یہاں یہاں ہے، اردو کے کسی خاص اور دلچسپ کے ہیں، اس کی نظیر نہ ملے گی
 جو توئی کی گایاں کا مجبور ہوئی کے گھر سے سے لڑنا ہو سکتا ہے، ہوں اور انیت
 نے انہیں، خاص کی حفاظت سے مجبور کر دیا ہے، جو توئی کی شخصیت اور ان کے تانچ لکھ
 میں وہ توئی اور ان کی حفاظت سے، اور جو توئی کی جتنی اور دوست کی دہرائی کے ان کا
 کام جو خود سے ہی سے لکھنا نہ دے سکا، سامع پر چڑھائی کے عوام کا سر ٹیل ہے، ایم وہاں
 بھی طبعی ہے، اور یہی آزادوں کا اثر، جیسی، جیل پر موت چڑنی ستانی دہرائی کے بکلی اپنا
 لڑا ہے، جہاں بلند ایک ظلم تھا، اور اپنے بے گناہوں کا، ان دہرائی کے ان کو
 گونہ پر ان کے خلاف، تو ان کی کوئی کوئی نہ لکھتی ہی تو، وہ سب میں، وہ انہیں
 اتھرا، لکھو سے پہلے سامان حفاظت ہی سے توئی کی سامان کی سامان کی بکلی دے۔

نارے پھول پھول کے گلے سے لٹکتے ہیں ان کی تھلاہٹ شہتاج عرب میں بڑی جاتی ہے جس سے
 موزی کا شمار بھی زمین کی صورت جتن کی چیزیں نکلتی ہیں کہ تھلی اس کے چند پھول
 کافی حد تک صحت میں کام لیں پاک و شیریں مزاج پر صوبہ میں پھرتی ہیں ہے۔ عامہ وادہ پر
 کہہ سکتے ہیں تاکہ میں آتی ہوں جس پر جڑوں کے ساتھ ہی سوز بھرا ہوا ہے یہ منظر
 دیکھ کر تاجر کے دل سے آنسوں کی تھلاہٹ اور وہ اناس کے داسے داسے ہندوستان پر
 فوس کرتا ہے لیکن جڑ و صفت کی ان پانکھوں میں پھول پر آتی ہے۔

دست دیکھ کر دس سے اب پھڑانا چاہیے
 جس کا پی ڈاکٹر کی جگہ آجیسا ہے

دوسرے ہر کام سے خطاب کرتے ہوئے آخر جتن کا جو ٹانگہ بوجھا ہے کئی کی جیسی
 وہ صوبہ پر فہرے لگاتے ہیں بات دج ہے کہ جتن کا منظر بیان کیں انہیہ فہرے لگاتے
 ہیں تھلاہٹ و سرج کاتی بڑی کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ وہ ان کے دوسرا و جرج اور
 تھلاہٹ دیا بہت کائی تھلاہٹ بڑا کہ ہے کہ جند کے تھلاہٹ دیا ان کے سر سے تھلاہٹ کے
 جتن ہی نہیں: (جتن کے کام "سید" لکھتے "دھلی" سید "ہا۔۔۔" ہاں "جیسے تھلاہٹ جتن کے
 آک نہایت تھلاہٹ و کھڑا کر کے تھلاہٹ کو "دھلی" کام "ہاں پیدائی کر کے دھلی سے
 تھلاہٹ "سید" تھلاہٹ "ہاں" دج "ہاں" ہم دھلی کے لیے تھلاہٹ "ہاں" ہاں ہے۔ اس طرح
 اہمیت دھلے اور تھلاہٹ سے پیدا کرنے کے لیے کرنے تھے لیکن تھلاہٹ سے
 تھلاہٹ "ہاں" سے "دھلی" تھلاہٹ "ہاں" کی تھلاہٹ "ہاں" سے "دھلی" تھلاہٹ "ہاں" میں
 انہوں نے آدھی دھلاہٹ کے تھلاہٹ کے لیے تھلاہٹ کے لیے تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ
 کے لیے تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ
 سے تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ
 کرتے کے لیے آگ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ "ہاں" تھلاہٹ

کام سے ہر تھلاہٹ "ہاں" سے ہر تھلاہٹ
 ہر تھلاہٹ "ہاں" و تھلاہٹ "ہاں" و تھلاہٹ

ایک سوچ کا نگار ہے جسے پہن کا داغ
 بے حرم کا دل دیکھا ہے تیرے پیسہ چاغ
 قیامت ہے دل قیامت میں پیسہ کی نظر
 خون پر عقدہ لگا ہوا ہے سوچا ہوا
 ایک دہی لڑکی گھونگٹ پہ نرنگی
 ٹیٹہ لگا لڑکی لڑی جلد پر "ہستہ ستا"
 پھر اٹھوں گا ابر کے اندر کی کھٹا ہوا
 گھونگٹ، اگر بہت، اگر بہت، اگر بہت ہوا
 دلوں سے بہن کے ہستہ لہرایا ہوا
 خستہ کے ہستہ میں دگر خستہ پر چھایا ہوا

میں گھونگٹوں میں سوچا ہوا، چھوٹا، چھوٹا، چھوٹا
 میرا نام اس وقت تک آگ بھری ہوئی ہے، اس سے نکلیں اس پر کھسب چھک چلاؤ
 کی زبان نہ بھاتی ہے۔

بھولنا فیکہ سی مستی خدا کی جانب ہنس رہی ہے
 اگر کوئی چلا کر چلا کر چلا کر چلا کر
 جس میں چلا کر چلا کر چلا کر چلا کر
 چلا کر چلا کر چلا کر چلا کر چلا کر
 کئی خدا کے لیے چلا کر چلا کر چلا کر ہے ؟
 (خدا کہاں ہے)

اظہارِ نام نہایی چ نہیںا تار تار پیدا کر
 نہائی ہو جو گئی وہ پیسہ پیدا کر
 لہجہ کنزِ ثقیل مدافہ زہم و فریب
 تپا تھم میں و تپا تھم میں اکر

ہندوستان کے جسے دیکھ کر ہم کہنا ہوں ہیں انگریزوں سے نہ ملنے نہ ملنے کے خلاف یہ کہنا ہے ممکن
 ہو رہی ہیں پھر کیا ہے کہ وہ نہایت گہرا ہے۔ اس مسئلے کی چھری نظر کا نتیجہ شکستہ و زخمی
 کا خواب ہے۔ یہی ہی نظم انہوں سے چھلنے کے لپٹے کھڑے ہوئے ہندوستان کا شعور
 ہے۔ یہ شکستہ انداز کا شعور ہی کہ ہے جہاں جھلکات کا لہو اگلنے کو ہے۔ سو ہم کہہ رہی ہیں
 جو بھارتوں کے بچے اگر چھلنے لگے ہیں سچوں میں حاکم اور نظروں میں آگئی ہے۔ زخمیوں
 کی جھلک رہا ہے کہ ہر جہاں آگئی ہے۔ وہی وہی جگہ لگے ہیں اور غلاب سے پریم کوئی دیکھو
 آٹھ بھارتوں کی اس تقریر کی نظم میں خوش سے میں طرح بہ بہ عزت کی یہاں انگریزوں اور دود
 جہاں کا زخم چاڑھ کر دیا ہے بھائی کا کھنڈ ہے ۔

کہا ہوتا کہ انہوں کو یہ پہنچا کر رہی ہیں۔ شکستہ
 آگ سے وہی لہو کچھ چھلنے لگا رہا ہے۔ یہی شکستہ
 بھارتوں کے بچے آگ رہی ہیں۔ یہ سنے ہیں انہوں کی
 سچوں میں غلامی کی آٹھوں میں جھلک رہی
 بھارتوں کی تقریریں آگ ہے۔ انہوں کے دہلے غلاب سے ہیں
 تقریر کے سب کو جھلک ہے۔ انہوں کو یہی ہیں شکستہ
 بھارتوں میں گہرا کی سرگ سے نہ ہے چھلنے سے
 غلاب سے پریم کوئی ہے۔ یہ سنے ہیں انہوں کی شکستہ
 کہانیاں کو جھلک رہی۔ انہوں کو یہی لگنے ہے اور یہی غلاب سے
 ہیں کے انہوں سے اس میں ہیں کی انہوں سے شکستہ
 کہانیاں کو جھلک رہی۔ انہوں سے انہوں کو یہی لگنے ہے
 کہ وہی ہیں ہے انہوں سے جھلک رہی ہیں انہوں کی شکستہ
 کہانیاں کو جھلک رہی۔ انہوں سے انہوں کو یہی لگنے ہے
 کہ وہی ہیں ہے انہوں سے جھلک رہی ہیں انہوں کی شکستہ

انہی دنوں غور سے غلطی توئی کی تھی جو ان غلوں سے کہ اسکا عروج ہی چوں کی جوت
 قیامت میں منکس کیا گیا تھا جس غلو کا نام نہ زیادہ مناسب ہوگا اس غلوں کو کہ اس کے لئے
 شک ہے نہ اس کا غلبہ اور نہ وہ اس کی کامیابی کا پرم غلبہ نہ وہ اس کے نام "جی افیڈ انکلو
 آئی افیڈ" کے عروج ہی ہے کہ اس کو یہ نام دیا جائے جو اس غلو کی نسبت کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔
 شک ہے نہ اس کا غلبہ "۱۸۴۰ء" میں قریب غلات کے زمانہ عروج ہی کی گئی تھی اس کے
 بعد سال بعد میں "۱۸۴۱ء" کی گھنٹی میں ایک غلو کا نام "جی افیڈ" دیا۔

اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی

۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی

اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی

۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی

اس غلو کا نام

اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی
 ۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی

اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی

۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی

اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی
 ۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی
 اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی
 ۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی
 اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی
 ۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی

اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی

۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی

اس غلو کا نام "جی افیڈ" تھا اور غلبہ اس کی

۱۸۴۱ء میں ہی دیا گیا تھا جس کی گئی تھی

پندہ ہوا اٹھایا ہدل کا دیریا پہ مجھم دور گلیا
 پہن ہو گرائی ہدل کی سیدیاں کا دل کھڑے لگا
 نچھوڑو لئی ہڈ گئی تھوڑا تو ٹھک ہے قدر ہوا
 آجھا تو سیاہی ہڈا لئی آجھا تو خیا ہرما سنے لگا

کچھ دیر کی غیبت سے قطع نظر سرسری کے انداز کے ورنہ اسے غور سے لیا ہی ہو گا۔
 سسلی ہو رہا۔ پندہ ہوا اٹھایا ہدل کا۔۔۔ چھو ہو گرائی ہدل کی۔۔۔ آجھا۔۔۔ آجھا۔۔۔ آجھا۔۔۔
 یہ سادہ دہر گورو دھرم جی کی یہاں صوفی ملا جنت کی قوت کا انداز ہے۔ اس سادہ سادگی
 سادہ سادگی کہ بھلی خوشیت، کس طرح خوشی یا خوشی طور پر کھینچ لیں کہ صوفی جانتے ہیں وہ آخر
 میں صحت و اثر کا باد چمکا گئے ہے۔ اب اس کا دھڑا ہر جیسے دیکھیں۔ ذیل کی شاہکار نظم اس سادگی
 اس کے استخوان کوئی ہٹا دے۔ آخر استاد کی اس نظم میں ایکس کی اصل نہیں۔ داخلی سادگی پر مشتمل
 کاروبار ہے لیکن ظاہری سادگی میں اس کا بکر صحت ہوا ہے۔

دھار میں طپتے کھمبے کی جلو
 آنکھوں میں چھوڑا پٹ دیر کی لو
 غول پیکر و غول بساں و غول نہو
 ہچکچکی ہون پانڈا سبب۔ جو
 ہڈوں کی جھپٹ میں مسکرا ہوا
 شیشے کی غیبت، ہر خیر ہوا
 ہر سادگی کی سادگی کی راجی
 غلیوہ مسیحا دست و پا ہیں
 انساں میں کسی کی تو سطر
 بنگال کا انکھڑوں میں ہوا
 ہر سادگی کا سبب کا نظام
 جنت خاندان کی صبح کا جگم

جوش کی شاعری کی اہمیت

تو دل تلخ آبادی کے پہلو کو نہ کام صبح صبح اب یہ اپنے غم سے میں آگبر و آبدانی نے
تو دل کو غم کے ایک بہت بڑا سی جزیرہ بنا دیا،
"ہاں کس وقت میں شب اور قاتل ایک ہو گئے؟"
اس جگہ سے نہ اپنے اگر کوئی انسان ہی لایا تو یہ ہے۔
"اس وقت آپ کی صحت کو روک ہے اس پر ایک الٹی زکوٰۃ ہے۔"
کے بے صوت شعری کون نہیں آپ کا اپنی فکر کا چاہیے۔ آپ کی کہہ سکتے
ہیں۔۔۔۔۔

اگرچہ نکلے اور غم میں کے ہر کی کے عشق و خیالات کو انگریزی، حب کہ خاکستہ
ہو جس کہ اس وقت کے ۱۹۱۰ء تک کے کام پر لکھا گیا تھا، ان انگریزیوں چاہتے تھے کہ وہ
جہاں اور تو دل ایک جہاں، بصورت معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں ان کے اس قاتل
کے بعد ان شاعری کے واقعہ کی روایت کا سنجیدگی کی حد میں اس زمانے کے دوسرے
کام انگریز کے پرستہ احوال سے زیادہ تو دل میں پائی جاتی تھی۔

وہ تو دل میں انگریزی کا انہیں تھا، یہ نظم شاعر کا اپنی بڑھوتری، ادب میں انگریز کے
نقد سے کہہ سکتے ہیں۔ اس حد تک تو دل کے شاعر ان احساسات کی طرح مرتبی کرنا ہے کہ
اس کا جواب یہ ہے؟ انہیں کیا انہیں انہیں مست؟ اس کے علاوہ اس شعر میں شاعر نے

نہایت پریشانی سے اس کی طرف دیکھ کر اس نے کہا:

© 2004 Blackwell Publishing Ltd

بہترین کے بجائے، کے نام سے ہی ان کے چھوڑ دیے گئے تھے۔ وہ بہت ہی اچھے اور
 اعلیٰ ہیں۔ ان کو آپ انھیں صاف کے ساتھ اور ان کا جاننا کہ ایک ہی وقت کے ساتھ ساتھ
 کتنی جیسی خصوصیت ہے۔ اور، کے ایک خاص سے ہی ان کی خاص ہی کو ان کی بہت
 حال ہو گیا۔

تجلی کی شام کو بہت کے بعد اسے ایک نئی طبیعت آجھڑا دیکھنے پر گریب دلت
 آگیا ہے کہ آج کی شام کی کاشتوری جانوسے کر عشق کیا جائے کہ اس شام کی کہ دعوت ہے آج کی
 کا مقام کہ ہے اور ہر سے ادب کے ہے من کے فکر من کی آئینہ خود قیامت کیا ہے اس
 مقصد کے ہے سب سے پہلے و تبشیر کر کے کی ضرورت ہے کہ آج کی کہ من و ہوا نصرت کیا
 ہے، اس نیشے میں فکر دلت اور اس کے چند حوالہ انشاء الٰہی منظر ہے ۔

والہم اعلم انہی سب ائمہ کی جہاد ہے جہادِ باطنی ہے

12/12/2019

الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين

سید علی نقی نقیسی: ۱۳۰۵ قمری

پھر بھی وہ شاہی لکھنؤ میں ہی رہے۔

ہمارے اسرار و عقائد کی مدافعت کی ضرورت ہے۔

پہلے ہی ان کی عمریں پندرہ اور سولہ سال تھیں۔

شکر کا جذبہ دل کو ایک نقشہ نامیہ م
نقشبند ایک اشارہ ایک بہم سدا کلام
کیست میں ایک غزل یا نکتہ گو ہر بار کی
اظہار کی ایک بغیر سے صفت ہر کی

ایک صوفی تھے اور جو ہم سب کو راز کی
 روشنی سے ایک آواز انتہا سے شوق کی
 طرح کہا ہے : "یہ ہوا کی ہے چٹانوں کا
 رنگ گل پر بند میں طہر کے گلے کی صدا
 عزیزان اور غافل کی شہم گفتگو
 خدا دینی میں توازن کی شہتہ آواز
 کوں کے شہد : یکے کے اور یکے کے
 دل بھٹکا ہے کہ بچے دل میں لے دیے نہیں
 (نقاد)

میں زمیں پر مصعب اساس کی تعمیر ہوں
 خلق کی تصویر غائب حسن کی تعمیر ہوں
 (آواز شاعر)

شاعری کا لاشعور ہے نعل کا لاشعور
 اس کا قبضہ ہے زہاں کی فطرت سے لاشعور
 چھائے ، بچے ہیں جو شاعر کے دل میں
 ٹوٹ کر آتے ہیں وہ نئے سبب گفتار پر
 چائے ، بچے ہیں ہلا کی فطرت ناموسوں میں
 بند کر چکے ہیں آنکھیں خلق کے اظہار میں
 لوگ ہیں کہ جاں گداری سے ہیں دل کھڑے ہونے
 شاعر باطن و عجز کی مظلوم جرم میں
 طہر کے شوق و محنت کا صوفی مخلص
 شہد : ایام میں رہ چکا ہیں انصاف سے کی
 بچے و کم کھاتے بچے میں چنگ قنات کی

جو کلام سداً ادب کو چھوڑ کر اپنی سب سے برکھڑ کلام میں ان کی دلکش لکھائی کی بنا پر یہ کلام
تصویں، ساجیوں، قصوں اور نظموں میں ملتی ہیں۔ اس سلسلے میں وہ ۱۹۰۰ء کی لگی ہوئی نظم "میراج" و "خاندان"
پر بحث کی مثالیں ہے۔

میراج اور زندگی میں کس کو کھیلوں کہ ہے
عروج و سراج آدھ سہیل ہی ان افسانہ لیں
میراج میراج ہی ہے اب تک ہر میراج کا ہے
دلم دلی میں دلفریب سطر سطر ہر سہیل
میراج اور دم و دافانہ کے مسوہ بازار میں
آج تک نہ امت بین کی کوئی فرست نہیں
عقل کی آواز ہے عروج پر ہی کا استسرام
آگ اب ڈالیں ہائے سطر سطر (مسطح) میں
دن کے قصوں پر لڑیں تک یہ دنیا بھلا ہے
آگ اب دنیا کے قصوں پر بھلا لڑیں مستعد ہیں

(میراج سوم و سہیل)

نکاح خدا کے اس معون کے بدویر و فرستے ہیں :

آگ ہی وہ وہ کے بھڑکتی ہے عروج
سچے ہیں آگ کی ہی پیشانی ہے عروج
واقعہ نہیں میں خدا سے لیکن المستعد
دل میں آگ پھانسی ہی کشکتی ہے عروج
کس لفظ میں تک آتی و جو م بسبب
جو جو ہے اس فرق کہ جو جو نہیں
پڑا ہے یہ ہے آگ قریب افسانہ کو عروج
اس کے اوصاف یہ کیا ہے معلوم نہیں

عک کے عروج و زوال سے جاننے کے بعد ملت میں کے ہر فرد کو خوب فکر کا پار
 دیکھنے کے قابل بن جائیں گے میرا دھیان ہے کہ اس انوکھی غصہ تک پہنچنے میں
 ہمیں دیکھوں ساری بہت دیکھوں گے اور میں اسی تشناب میں غصہ اور دنیا سے
 آخر بچاؤں گا۔

(باب : سمجھا دینا)

اس تشناب نے عقل کو دھڑکاتے ہوئے اور ذہن دھڑکتے ہوئے میں لگا دیا ہے۔
 لیکن دوسری طرف اس کے طور پر انسان پر عقل اور فطرت پر عقل کی جانب بھی مائل کیا ہے۔

ہر آدمی اور فطرت کو مانا جاتا ہے
 ہر کوئی کا کائنات چھوٹا ہے
 سب بات چکا کر کے عروج و زوال
 میں کچھ نہیں باقی رہتا ہے

مرد ہے نہ تو میں ہوں نہ مسرور ہوں میں
 دلالت نہ دلاتی ہوں نہ ہے نہ ہوں میں
 غبار ہے غبار ہے غبار ہے
 غبار ہوں غبار ہوں غبار ہوں

عشری پتلا ہے یہ جگہ کو نہ جھکے
 ایک پتلا جگہ کی آواز نکلتی ہے
 نوز آواز کوئی کہ صبر ہی آخر
 ناول و ناول و سرشت و فطرت

کافور نہیں ہے کوئی نصرت کے بجا
 دنیا نہیں کہ خود طاعت کے بجا
 کثرت حاصل کر اور موتی بن جہا
 محمود نہیں ہے کوئی کثرت کے بجا

عزیز کوئی ناواں سے بڑھ کر
 ابرہہ نہیں کوئی ہواں سے بڑھ کر
 فدا سے قریب ہوائے کم و بیش
 کار نہیں کوئی ناواں سے بڑھ کر

کلام سے ممکن ہی نہیں دل کو چھت
 لڑا ہے اسے کئی آئینہ سیاحت
 جس چیز کو اندکی کا دھتے ہی لقب
 دراصل ہے وہ رنگ خوبی شکرات

برسات ہی پہاڑ خوب چٹکانے سے پاسب
 ہر دالہ میں زنجیر گراں سے پاسب
 خلیفہ کی برہادی سے دل تنگ ہو پاسب
 انسان کی برادری کہیں سے پاسب

خلیفہ ہے کوئی تو پہاڑ مشرب کوئی
 صومر ہے کوئی تو باغ عرق کوئی
 انسان کیوں؟ کہ اسے ہی علم ہے؟
 یا تو کوئی ہستند ہے مہیاں کوئی

سے لڑاتے کے عہد، پہلی جنس وقت تھوڑی، صوفی عہد چاکس کی آنکھ لگی
 گر لے کر ۱

عالمی سے جیسا بات سے تھوڑا کیا
 عالم سے فکرات سے تھوڑا کیا
 اس آجی و سہار کے فاسے فاسے کو گر
 عادت سے فقط فاسے سے تھوڑا کیا

سچ زانو کو پرست پاؤں سے
 اور دم کا بند پرست پاؤں سے
 حق کو نظروں کا کیا ہے پابند
 مومن کو بھی بہت پرست پاؤں سے

آئی رہی تھوڑی دھڑ بڑی اب تک
 تجہاں سے دل اور چہرہ اب تک
 لباس کی پھیر کا رہا ہے فساد
 غصہ کی پھیر کا رہا ہے باری اب تک

(پہلی نکتہ)

کیونکہ پہلی کا پڑا ہوا ہے، دوسری زانیہاں کے آنکھوں پر چھڑا ہوا ہے:

تھوڑی ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰
 ڈھک ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰
 آخر اگر نہ لگا رہا ہے ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰
 کیا اس سے غرض نہیں مانتے ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰

مگر نہیں ہے۔ وہ کوئی ایسا سماں نہیں۔ کچھ میں پر تمام حالات اور حالات کو پر نگاہ رکھنا
 موقت اختیار کر سکیں۔ اس کی فراہم دینی یا یہ نہیں کہ اختیاری اور پوری کے ساتھ ایک
 معنی تصور پر قائم نہ کیں۔ بخوان کو اصل سرمایہ کی مبادی یہ ہیں۔ انسانی اور اخلاقی قوی اور
 سماجی مبادی شامل ہیں۔ بخوان اپنے اگر ادبی کے احوال کو حالت اور حالات کو دیکھ کر سے
 قوی اور اخلاقی مبادی کے ساتھ قوی سے ہیں اور اپنا دماغ میں اپنا بہرہ نگاہی کا ہر
 کر سکتے ہیں۔ اس طرح موت میں کے تمام احوالات ان کی تخلیقات ہیں۔ عام میں
 پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ خوبصورت تخلیقات ہیں۔ ایک طریقہ اور اس میں اور قوی اور دماغ میں پیدا کیا ہے۔
 اور انہیں چھوڑ کر ان کے دماغ پر انہیں دماغی کے اثرات میں غریب ہوتے ہیں۔ انہیں ساتھ
 ہی سمجھتے اور یہ انہیں کہ اس میں ہی ہوتا ہے۔ مبادی میں ہوتا ہے کہ انہیں سارے پوری
 اپنی دوست اور نہت اور پوری کے ساتھ سرمایہ اور اخلاقیات پر سوچنے کی راست گندا نہیں کی
 ہے۔ وہ اپنے اور سرمایہ کی تمام چیزیں اور یہ بھی ہے۔ اس میں قوی اور نہت ہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس
 حرم کی قوی کو سرمایہ کی چیزیں اور ان کے پاس کے پاس میں انہیں بہت کڑی محنت ایک مبادی ہے
 انہیں کے مفرد کی غیر نمود پوری اور اخلاقیات سے نہیں ہوتی۔ صورت آتش اور جذبہ سے کوئی
 مسئلہ میں ہیں۔ ہر ایک نقطہ طور پر اور انہیں سے کوئی ختم سر نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے کہ ہر
 اور مبادی چھوڑ چکے۔ شہر سے ایک خطا انہیں ہے۔ دماغ کو انہیں میں ہیں۔ طے سے ہونگے
 ہیں اور انہیں انہیں سے ہیں۔ انہیں کا سرمایہ میں ہے۔ انہیں کے گزرنے کا سرمایہ پیدا ہوتا ہے۔
 بخوان کی انہیں کہہ سکتے ہیں۔ انہیں انہیں کی ایک شاعری ہے۔

بہنیں اور سرمایہ و سماجی مفرد کی قوی کے ہر ایک چیز کی قوی کا سرمایہ ہر ایک
 ہے۔ وہ دماغ قوی اور نہت ہیں۔ اور انہیں انہیں کے ساتھ سرمایہ کے ہیں۔ ہر ایک سرمایہ
 انہیں کے اصولی انہیں کے ہر ایک چیز ہیں۔ وہ انہیں سرمایہ سے انہیں پوری اور نہت
 کہ انہیں کہہ سکتے ہیں۔ انہیں انہیں کے ہر ایک چیز انہیں سے انہیں کے ہر ایک چیز
 یہ ہیں کہ انہیں انہیں کی قوی کی قوی انہیں کے ہر ایک چیز انہیں سے انہیں کے ہر ایک چیز
 ہر ایک چیز کے ہر ایک چیز انہیں کے ہر ایک چیز انہیں سے انہیں کے ہر ایک چیز

سہ ماہیہ ۱۹۵۰ء کے بعد انہوں نے کوئی بھرپور کام نہیں کیا، اس مقصد کے لیے داخلی جنگ
کی ایک نئی فلم کا مطالعہ بہت مطلوب تھا اس سرکاری فلم کے مختلف اجراء کے اثرات
یوں ہیں :

عدائی پہلی بار

عقبت کے ایک شہید ہزار کے بعد

حاکم کی کتاب

اداسی جین انڈیا

اسپیشل کا سراج

سورجی وشنوی کا لہجہ کا جواب

موسیقی

آدم کا کیل

مردان کا حجاز ہانگ

گرم کا پہلا حجاز

سورجی وشنوی کی طرف

نیا آدم کی طرف دیکھو

گرم

لاہور آمد پہلے دونوں کے اعتبار سے، ایک فلم کو اسٹیشن ہے اور دوسری کی شام کو اسٹیشن
اس کی پہلے صورت پر ہے اس کی پہلی صورت ہے اور دوسری کے ساتھ ہے کہ عام
فلم ہندی کی طرح ہے ایک فلم سے کام لیا ہے لیکن انہوں نے اس کی دوسری تخلیق کی ہے
پہلے سے وہ فلم نہیں پائی تھی۔ اس لیے اس کی ایک نمونہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اس کی پہلی صورت اور
اس کے ساتھ ہے کہ اس کی پہلی صورت ہے اور دوسری کے ساتھ ہے کہ اس کے ساتھ ہے
اس کے ساتھ ہے کہ اس کی پہلی صورت ہے اور دوسری کے ساتھ ہے کہ اس کے ساتھ ہے
نقشبندی کا نام ہے اس کے ساتھ ہے کہ اس کی پہلی صورت ہے اور دوسری کے ساتھ ہے کہ اس کے ساتھ ہے

ہے۔ ہر نام تجید، خصوصاً ست کوثر اور ناز فاسب میں ٹھکانے کی صلاحیت کا ہر انعام ہم سے وہ بڑی
کی اس اعتبار واک بہت ہی اچھی خود بخود کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نعل شہاب کی
سریشیوں اور شہاب کی فزونی میں اپنے آپ کو گم نہیں کر سکتے اور ملٹی دیباست کی گھاٹ
پر اکتفا نہیں کرتے تو اپنی قدرت کلام سے بہت شہابیت اور شگفتگی کی بدولت وہ تیز و
فاسب و تہائی کے بعد چلنے والے عظیم شاعر اور ادیب کے ہوتے۔

وہ پہلی بڑی شاعری، مشہور اس حد تک ہی بروئے اظہار آئی ہے اس کے بانی کا
کا محاورہ تصانیف کی علامت ہے۔ یہ معلوم ہے کہ بڑی بڑی شاعریوں اور ان کے مصداق
چند قروں میں انکار کا اظہار ہی اپنے ہی ہیں کہ کابل، دگر کہا جاسکے۔ بڑی کی صلاحیت کا سراں
قابی ہوتا ہے۔ لیکن چند خاص نکات کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے اس نکار کی صحت میں پکا پھر
ہے کہ بہت ہی ننگ سپرد ہو ننگ سے بڑی سے پریشان نکل گیا ہو، دھیل و انحصار اور
انکار بڑی کے حریفان کے خلاف ہے اس کے علاوہ دھیل ہی ان کی خصوصیت نہیں
ہے کہ وہی ان ہی میں اور خاص سے ننگ ہائی ہے۔ بلکہ بڑی شاعری کے شاعری، جہاں
کئی کائناتیں ان کی نظر میں کی بنیاد پر کیا جاسکتی ہے۔

نور کے گھر پر سب سے پہلے میں حضور شہم سے ایک فرسودہ جوتی کی نظم یاد ہوتی
اس کا عنوان ہے "آواز کی بڑی جوتی"۔ انہوں نے کئی کئی کئی نام پر یہ جوتی لکھی۔ جوتی
مگر ٹھیک رنگ ہے ہوتے ہے۔ ۳ اشعار کے پہلے بند میں شام کی آبی کی شعلوں کی کئی کئی کے بعد
آخر میں آواز کی آواز کا ذکر ہوتا ہے۔ ۵ اشعار کے دوسرے بند میں آواز کی توجیہ ہو کر
آواز کے ہونے کی طبیعت اور یہ خاص کر دیا جاتا ہے کہ یہ ایک مسن بھون کی صدا ہے جو ننگ اور اسے
میں نظر آتی ہیں کہ یہ بھون ہے، تیسرا بند صرف دو اشعار پر مشتمل ہے۔ یہاں پہلے بند کے ذکر
میں خود کی طرف سے آواز کے دھون کو دیا آواز کے دھون سے ہونے والے کے ننگ کر دیا۔ انہوں نے
کا ننگ ہے۔ چوتھے بند کے دو اشعار میں کے وقت بہت ہی تیز ہو کر آواز بہت کم ہو جاتی
کا ننگ کے ہیں۔ اس کیفیت کی کو یہ شاعر آخری بند کے دو اشعار میں اس طرح کرتا

انکھ میں جھڑکے اور صحت کی پامانی مٹ کر

دھواں ابھارتا ہے گہرا۔

لیکن اب نہ ایک غزل، نہ چند نظم، جملگی کی شاخزدی کا سلاخ کر دیتے ہیں اور پھر
ان کی جڑوں کے بہت فرقی تصور کیجی گئی ہے۔ مذکورہ بالا نظموں کے اسلوب سے ظاہر ہے کہ
اور سنہ ۱۹۲۱ء میں ایک نیا دور ابھرا تھا، سنا کاظم داد خان ان کی جڑوں کی شاخزدی کا
ظہر بنی، ان کے حسن کا سر پہ پانی کی آگیا ہے، اگل ہی شصت انداز کا ہے مسلسل، انکھوں کی
میں صفات کا اشتعال کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان کی انکھوں میں صحت جلائی کی نہیں ہے،
موجودہ زمانہ کے شاعر کے دل اور ان کا دل نہیں ہے، اور وہ جو کہتے ہیں کیا کیا کرتا چاہتا ہے،
نیم سو بند کھانوں میں غزلوں میں اس میں نظم کی ایک داس کے دلیری کا غش ہے، ان کے
ہند میں شاعر اب پوری طرح گرفتار ہے، ایک اور پھر چلے آؤں کی خدمت میں اس کی
کاغذ پر لکھی ہے، اس کے بعد ہی اس نے غزل کا ایجاد کرتے ہوئے انکھوں کی انکھوں
سے کھڑکے انکھوں میں ایک شاعر میں نظر آتا ہے۔

میں تھا کہ کہ ظلم اس طبع میں شکرانی

آؤں کی نظر نے اس میں نے وہی ڈمائی

ان کی بند میں میں پڑتی کے اثرات کی کیفیت بیان کی گئی ہے، پھر پھر کے صحت میں

میں وہاں میں کے پڑنے آؤں کے آؤں کے اور غزلوں میں آؤں ہے۔

نور کو میں نے دیکھا، سید مراد علی

پڑی چلا، وہی غزل کا آؤں کے آؤں کی

اب ایک بیت ہی آؤں، وہ پڑی میں آؤں ہے، غزل میں آؤں ہے، انکھوں میں آؤں

نور کو میں نے دیکھا، سید مراد علی، پڑی چلا، وہی غزل کا آؤں کے آؤں کی

نور کو میں نے دیکھا، سید مراد علی، پڑی چلا، وہی غزل کا آؤں کے آؤں کی

نور کو میں نے دیکھا، سید مراد علی، پڑی چلا، وہی غزل کا آؤں کے آؤں کی

نور کو میں نے دیکھا، سید مراد علی، پڑی چلا، وہی غزل کا آؤں کے آؤں کی

کا فرقہ کسی گھمبے سے، سفر کے جاری رہنے کا وہابی یہ کی امید کے لیے، یہاں وہاں سے، اندر تو اپنی صورت پر اسے کڑی کی جلی کے ساتھ، جو ہونے کی وجہ سے ہے اس لیے کہ وہیں کی جانب سے وہ سری جانب، کڑا شاعر نے لکھا ہے :۔

ہمیشہ چٹک رہی تھی تازی گڑبگڑ تھی

نہیں اگر اس ہجوم کا بھی مان کیا جائے تو پھر لڑکا لڑکائی ہی مشورہ ہوگا، وہاں ہے وہیں اٹھتا ہے، انکا یہ دعوت دینے سے تھی، دیکھ سہنے سے تھی تھی، سبب شاعر کی ہے، انکار، انکار کی شہزادہ کے پاس کیا لکھا گئے تھے، یہی تازی کوئی لڑکائی کی تھی تو نہیں، ظاہر ہے جہاں ہونے سے لڑکا لڑکائی کرنا تھا، اور سب دیکھ سہنے کی تھی، سب شہزادی پر ہی ہو گئے تھے، جہاں تازی گڑبگڑ ہونے سے، امید نہ رکھنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے، امید نہ اس کے ہی مارتی تھی سب ٹکلی کی شہزادی :

تاریک کر کے میری آنکھوں میں ایک ناز
بجلی سے سر جھکا کر جو سنے تھی نواز

اس عالم میں، سب :

یہ بون بون چھائی، سچے سے، تو تھی
دستار میں دست سے کر گھڑی، وہ بجلی

جب ہے کہ تھی نے، اور یہاں تک کہ سنے کی پہلے، انکار کی کی طرف، چٹک کی نجات گزرا کی
کہیں وہ ہے لڑکی، ان کیس، وہ ہمشیا کی ۔

لحزم کے حوالہ، یہ انجمنوں کی فکری پہان کی، لڑائی، انکار کے سبب ہے، چنانچہ اس
لحزم کی پہان کی، نہ دیت، وہ دن گئی ہے، وہ اس کے جڑ ہے، وہ اس کے جن شوری، اور کی دیکھ
ہے، سبب کہ لڑکی تھی ہیئت، انھیں انکار ہے، یہی تصور تازی کی پہان، نہ لڑکی، انھیں کے
تعلقی کو یہ سنا ہے، خاص کر وہ انجمنات، جن میں شاعر نے اپنی ناز، وہ بہت ہیست، یہاں کی ہیں۔
ایک جاہ سے، یہ انکار، انکار کے وہ پہاڑ، ان کی انجمن کی ہے۔

اس صورت حال سے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خصوصیت سے تازی کی خصوصیت، انجمن کی ہے۔

حضرت جو ش کی شخصیت اُن کے اشعار کے آئینے میں

میرے احمد میں دیکھیں مراد دیکھتے دانے

یہ شعر کسی حد تک سچ ہے۔ حضرت جو ش کی بات کا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی یہ خواہش تھی کہ ان کی شخصیت کو ان کے اشعار میں جو ش کی جگہ ہے۔ احمد دہریہ کی شاعری پر کی گئی تقریر کے بارے میں جب ان کے اس شعر پر غور کیا جائے "پتھر کی اماں" کے بارے میں جو ش کی یہ پٹھانوں میں وہ لکھتے ہیں "حضرت شہزادوں کا خلیفہ جو پوچھتی کہ کون سے بادلوں کے فرزند کی۔ جسے تو سب پرچہ احمد میں ہی تصور پایا ہوگا۔ انھوں نے ہوائی سہرے پر گراں قند۔ تو نہیں ہوگا ان کی شخصیت پر اور غور کرنے کی جگہ آگیا۔ خود ہی کے اشعار کے آئینے میں جو ش کی جگہ ہے۔ اس شخص کے فکر، ان کے انداز، ان سب میں جو ش کے کمال کی کامیابی کا مظہر ہے۔ یہ ثابت ہے کہ ان کو اس انداز پر بھی اختیار نہ ملتا تھا۔ ان کے چند اشعار اس بارے میں

سے جو ش کی فکر اگر یہ ہے حواء

فرہنگ دوست کا ہے یہ بارے

یا سے ادب کہ اس غزالی کا میں کو جو ش لکھتے ہیں

کہ یہ اپنی صدی کا حافظہ خاتم ہے ساقی

وہی میں نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے
 ہیں مگر انہیں ہر اہل میں میں کیا آسٹھیں دینگے
 شادی ان کے لیے سب کے لیے نہیں ہو سکتی وہ ایک کو ایک قتل کھتے ہیں
 دھن آٹا ہند میں تو موٹھس لڑ رہے
 دھن آٹا ہند میں تو موٹھس لڑ رہے
 دھن آٹا ہند میں تو موٹھس لڑ رہے
 دھن آٹا ہند میں تو موٹھس لڑ رہے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

نکال دیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آئے

اور جب ایک ہم عصر شاعر نے غزل گوؤں کی صفوں میں سے اسے تیاروں کے ساتھ ساتھ لکھ کر دیا ہے۔

۱۳۴
 وہاں حضرت اصفیٰ کی ہفت روزہ
 کچھ دستانے کے سلسلے میں غزل گوؤں کی
 اپنی سنی سن کے واسطے میں لکھتے ہیں
 کہوں چاہی کہ میں غزل گوؤں کی
 اب میں ہے وہی سنی سن کا عالم
 ہر ایک میں شعر ہے ہر قسم کا
 کہانی کوئی نہ کرنا ہے تم

۱۳۵
 کہ دور اپنے میں سے ہیں میں پریشانی کا ذکر ہے لیکن ان میں میں بھی نہ بہت فدا ہے
 اور ایک شعر پر وہی سوال کر چکے ہیں کہ ان میں سے کون کون سا شعر لکھنا چاہیے؟

۱۳۶
 چنگیز ما افسانہ غزل گوؤں میں لکھ کر دیا
 دستانے کے دستانے میں چل کر دیا گیا
 گو دستانے میں مستحکم ہے مہمانی ہوں
 مشاعرہ انجمن غزل گوؤں میں ہوں
 ۱۳۷
 در انداز ہے تو ہوں میرا ہوں ہوں
 انجمن غزل گوؤں میں ہوں ہوں
 مہمانی ہوں کہ انجمن سے ہم آہنگ ہوں ہوں
 دو مال کے دستانے میں کوشاں ہوں ہوں
 مری مری مری مری مری مری
 کہیں سے قربت میں رہ رہ رہ رہ

درین کو درختستان بہشت
 ہر صفتی ز نور کویں نور
 ہوتے گاہے گاہ گرم مہدی
 ہر وہاں ہے شعلت اہل فستق
 ہر گاہ گر ہے ہی مسہرہ نفس
 خوش آواز و بد فکر ای مسکن
 اور حریف حریف و غول آسمان
 باعدہ نصرت ہاں اپنی رنگ و
 قہر اکا صاحب بیت کا جیب
 حرم میں برمن دین میں طرب

سردار اندازا ہر ہر
 یہ وہ بتصریر فکر و فکر
 ہر وہ تعداد فکر پرست ہمت
 وہاں چاہے دین و دین کہتے
 ہر باد کوئی کار و ال
 ہر کہ چٹائی رہیں فغان
 صفت ناقصان دریا ہر سخن
 ہر وہ لہجہ کی لہجہ ہر فغان

اکام کی کرات کو عود نغم کہ کرشن سم کا گھر کرتے ہیں
 ہر وہ ہر وہ عود و نغم
 صہرہ و کب ہاں اور اسے کام

جس کی خوش کامیابی کا ہر لمحہ
کو ہر لمحہ میں خوشی کا ہر لمحہ

اس روزِ فراخِ دستِ بزمِ کرم

خدا کی نوا ہے یہ سب کام

اپنے بزرگوں سے ملنے کے لئے
اپنے بزرگوں سے ملنے کے لئے

جس میں ہے کچھ اعمالِ خوشی کے

کرم تو صرف مستراحِ بزرگوں کے

پھر خوشی کی اس ترانہ کے

خوشی کو بخشنے والی ہر

شہ سنی کہنے کی خوشی میں وہی

آؤ ہر خوشی کو دے کر

دل و دین سنی و جان ہر

اپنی مسرت و شادمانی کا

اور دعوتِ دین دیتے ہیں

کیوں سوچو ہر لمحہ

پائے ہو خوشی میں

ہر شخص سے ہر لمحہ

خوشی میں ہے ہر لمحہ

ہر لمحہ میں ہے ہر لمحہ

ہر لمحہ میں ہے ہر لمحہ

ہر لمحہ میں ہے ہر لمحہ

ہر لمحہ میں ہے ہر لمحہ

یا

یا

یا

نہیں چھٹیں تاکہ وہ سچے سچے نظر نہ آجے تاکہ کوئی نہ کہے کہ اسے دیکھ کر اس میں شہد

نہیں کیوں جو وہ دیکھ کر اس کوئی نہ کہے

اس آواز میں کہ میں نے اس کو چھٹی کی

پھر اس بات کوئی بھی نہ کہے کہ اس نے

پھر وہی دیکھ کر اس کو دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

اس دیکھ کر اس میں مطلق کوئی نہ کہے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

اپنی افراتفری کوئی نہ کہے کہ اس نے

اس دیکھ کر اس میں مطلق کوئی نہ کہے

دیکھ کر اس نے دیکھ کر اس نے

دیکھ کر اس نے دیکھ کر اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

مطلق کوئی نہ کہے کہ اس نے دیکھ کر اس نے

چندی ہو کر غور و غلی کے ساتھ ساتھ

نور و سچائی کی لکھنؤ زباں بھی ہے

ہر ایک لفظ سے غیب کے پورے عالم روشن شعر کے آگے سمجھ و درجہ ہو کر ہیں گئی

ہو گاہے "میر سے یاد میں سوچ پائی" دوسرے سخن پہاڑوں پر چلی، غنوں میں آئیں، رنگ و بو

لڑائی لڑا میں، نرگس کی، قریبی ہی ہو گئی، کا قصہ ہے، قریبی مگر میر سے ہر چیز غریب ہو گئی، مگر میری

میر سے نام کا جوتہ ہے، شہر کی بزم میں بزم نام نہیں، اور نام بھی تو گناہی ہے، دھوم دھمکانے

کی ہے شمع پر کسی کی غور نہیں، میر سے سخن کی ہفتے پہاڑ میری قریبی لگائی ہو گئی ہے، میر سے

ماتہ و لوہے کے کام کا تب و تاب بھی میر سے "آگے لکھتے ہیں

ہاتھ نہ پاں میں غم گراں لیے لکھتے

پر شعر کی گلائی ہے لکھی لیے ہوئے

منسوب کہتے ہیں ہذا لکھتے

پری وہ شامی ہے پری شامی نہیں

شعروں میں گناہیں ہیں بے گناہوں کی

میری ہی کہ میں کی تعجب و از کی

تیرے کام سے شعر و ادب کا نام ہوں

شاعروں و فنکاروں میں کچھ تو ہیں

جیسے ہوں سچے تو نہیں، مگر کام

قری کی باتوں سے سوچ لکھتے، کام

ہوئی ہو چکی شاعرانہ کر کے ہی، اس کی، حق و غیب سے کو یہ کہتے ہی

تو ہوں سچے، پھر بھی مہمان کہتے ہیں، شاعرانہ کو نہیں، بے شہر کی زبان اس سے

سرگرم سخن ہوتی ہے، اس کی لکھی، شاعرانہ ہے، جنس لکھتے، بہار حقیقت، اور شاعرانہ

میں اس کے لیے لکھتے، شاعرانہ، ہر ایک لکھتے، ہر ایک لکھتے، لکھتے، لکھتے

۱۰

قہر پر موت کا کام کیا تو نہیں، اگر
 جو ظلم ہو تو کبھی تو شاکہ اٹھو اگر
 مہاکویر دشمنوں کو موت بخشد و نیز
 غمناکوں پر خوشی دے اور غمناکوں پر غم
 غم پر جو آئے بات میں پھر توڑ دے
 مروت کے درد سے گندہ بچد کہ تو شاکہ
 چاہے تو بھی دے شاکہ کیں مستعد
 ظلم کے شاکہ ہیں بھروسہ ہو تو شاکہ
 ہنس کے میرا غم اگر ختم ہو جائے تو شاکہ
 ہندو کو اٹھانے کے اندر تو شاکہ
 تو ہی میں میرا غم اگر آگے کا
 غم بھگتوں سے نہ آئے گا
 آہیں کے جوڑوں سے بچنے کے غم
 پری کی ہڈیوں میں بچنے کے غم
 میرے دھڑکنے والے دھڑکنے میں
 اسی میں جو ہے کھسکے ہی رہا ہے
 غموں کی آہیں میں غمناکوں کو
 چھوٹاں حکام ہے اٹھ رہے
 چھوٹاں میں آپ غمناکوں کو

۱۱

جو کس میں غمناکوں کے اوصاف مذکور ہیں وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی ہے
 غمناکوں کے اوصاف مذکور ہیں وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی ہے

افتقر میرے دامن کو نہ لگی جسے دستِ خدا
 تو کی دستِ نکلی جسے نکلی جسے اسے خدا
 ایک دور وہ شروع ہوتا ہے جہاں ہاتھوں کی کہنی ہوئی گزر جاتی ہے سے
 اسے جو کل ہمارے دور پر چھوڑ رہا ہے
 کی بارگاہی ہے ان میں ہاں تو ہے پہلو
 نیکو دور تو اس میں بھی نہ ہاں میرے خدا تو ہے جسے کی تکلیفِ حاسن ہے بختی کا
 اس میں بڑھنے لگی ہے ہر ایک ایک کے ساتھ سفرِ حیات میں چھوٹے جانتے ہیں سے
 کہ شب کو ہے گئے تو کہ دن کو
 اب میں ہوں غلط سوئی بالکل آگ
 نیکو گشتی میں بڑی عاشق ہیں میں وہاں ٹھہرا کرتی رہی سے
 ہلک جھانک آگ میں چلی ہے ایسی جگہ
 تو میری طرف لگتی ہوئی آگ میں ہے
 کہیں نہیں رہا ہے۔ شہار سے لہو میں جو تپے کہ وہ کہیں کے منتظر تھے اور بزم
 ارکانِ ان کی منتظر تھی سے

جو کل آؤ کہ منتظر ہے بزمِ دردِ ح
 آگیا پارِ ابرو مستہ آگیا آگیا
 نیکو ایک دربارِ ساقیوں ایک خوش کن شروع دستِ آگ ہے سے
 اپنے اپنے غم کی بخت کو سرد آگ میں جلتے
 کو فرما دے سلسلے کے زباں میں جہاد
 سرِ ہوا تو ہے ناہاں یہ خواب سے لے کر کل
 کوئی جو تپے کہ وہ کہیں میرے بعد
 نیکو کہیں جھینڈ کر گئے ہیں
 انہی ان سواست سرد و گرم نہ ہاں بیروں میں

کچھ غرض مند گفتار رکھ چکے تھے

وہ آج میری سے کہہ رہے تھے لیکن غویں مری ہوئی کہہ رہے تھے۔

جب رنج و مشابہاں پڑا پڑا ہو گا

دل کو روک دے گا بھی نہ پا رہا ہو گا

میری یہ کہہ کر اپنے غیب و گلیہ میری

کیوں نہ کر دے بغیرت کو گوارا ہو گا

مور و آواز کے ساتھ غم و غم سے نہیں گذرنا تھا۔ اس کی حالت سخت ہو گئی اور طبیعت

بہاری جا کسید ہے

پہنچنے کی ہر جگہ کی مسرت

اب سے پتے نظر نہیں آتے

اپنے انہوں سے بہت پہلے ہی ٹھہر چکا تھا۔

اس خاک میں تو بیکار ہو چکے تھے

اس گہریں سے غم کی دھرت

غیر غم کی گہری متغیر پاک

آرام کی ہر جگہ غیب و غم سے

انہوں نے غم و غم میں یہ ۱۹۵۷ء کی حالت کا وقت اپنی یاد میں

کا قید و بند ہو گیا۔ میں نے پچھتے ہوئے اس کا کتاب خانہ میں سے محفوظ کیا

میں وہ غم کی مسرت سے کہنے لگی تھی

میں جو تھی گنت کی مری انہوں میں آ

نہاں ہوا ہر دم کہنے لگا تھا ہے تو مشابہ

ساقی مرا سلام ہو پلے کر میں پڑا

مور سے آواز آتا تھا آواز دے لکھ

اسے میری آواز پر آواز دے لکھ

”یا دوست! کہہ دات، اس کا سچا منہ کسے وقت توکل صاحب کے ہی عیب و غریب
نظر سے دیکھ کر کہہ دیا ہے۔ جو دیکھ کر کہہ دے گی کہ اب انہوں نے ہر گزب ڈیڑی توکل کے
پر ہے۔“

”اب دیکھ دو، اس گفتاری سے اس کے پاس
توکل کی ہر بات سے کام لے کر یہ عزت کن ہوں
کہ جو گزب یہ عیب کذب سے واقف نہیں ہیں۔
دور سلطان و امیر بانی ہر کذب کا اکیل نگار یا
کہ کتب ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہاں کوئی میرے
اس پہل سے گفتار ہو گا کہ ہر سلطان و امیر بانی
کہ کتب کے ذریعے میں انہی شاہی کہا جا سکتا ہے
کتابت حکمت اور کو حقیقت و روح کا خطاب
وہ انسانی است پر ناراظم اٹھاتا ہے۔ میرے
نور یک کتب کتب صورت سے کہا جائے گا جو
ما سب کو دھوکا دے کر ان شخصیت یا طاقت
کو بے ہمتی دے دے کہ ان کو دانا نہ دیکھ پوچھنے
پانچھ کا منہ اڑانے کے لیے بولا جا رہا ہے؟“

گورنر کی کئی شرائط کے بھیجے گئے ہیں یا دے گئے تو آدھ کے ہی نظر سے آج
نگر تھل کے یہی کہہ دیتے ہیں کہ اس کا کوئی یہ قیاس فرما کر دے گا۔

جوکل کی تصانیف زندگی میں و حشر کے معاملوں میں گذارنے کی وجہ سے ہر بات
تصویر خیز رہتی آئیہ ان کو ہم میں پھنسے دیگر امیر بانی کی عریح علمت جلد و مرد
جاتے مگر انہوں نے دعوت پر گرائے سے مصوب علم پر یکبارگی ساتھ ساتھ ہی میں غور و

جوش کی شاعری میں لفظ اور معنی کا شائبہ

جوش کی شاعری کا چار چھ نظموں پر مبنی جوش کی زبان کے دو چار شعری نمونوں کا مطالعہ کیا جائے
 پہلی صورت میں اختر کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے: ”جوش کے لاکھ لاکھ رنگ بات کو یاد رکھتے ہیں“
 ایک چھوٹے سے شعر کا ”سورنگ سے جوش“ اور غزلوں میں ”جوش کے شوق“ کے ساتھ ساتھ ”جوش
 ہے“ اور غزلوں کی کثرت کی وجہ سے شاعری کی جگہ ہے، نظمیں اور مستندوں کی جگہ ہے۔ کائنات کا
 کائنات کی خیال کرتا ہے اور اس نے یہ فرض کر لیا ہے کہ انسان یہاں جس قدر ہے خود کا۔ اسی
 نسبت سے نظم میں آخر پیدا ہوگی۔

جوش کی تمام غزلیں کہتی ہیں: ”جوش کے لئے میں انی حق“۔ نظمیں اور مستندوں
 کا دست پر لکھ دیکھ تو معلوم ہوگا کہ شاعری کی نسبت سے جوش کا لفظ غزلوں کی رنگا رنگ کثرت پر
 غور کرنے پر پہلے آئے گا۔ زبان کے پہلوئے اس شخص کے جانے کہ وہ کیا ہے۔ یہ ہے
 برحق مگر ہم جوش کے خلاف غور آئیں۔ اس اثر سے مگر ہم۔ شاعر کا کلمہ بنانے کے لیے
 ان کے بعد کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی، بلکہ اس کے اندر اس کے تمام حال
 کی ہیں۔ جوش کی شاعری، دل فریب ہے۔ دل نواز، غور فریب، غور ہے، مگر اس فریب
 غور کا منت کہ کوئی غم کر رہی ہے۔

لفظ خاص مگر مزاج اور فریب الغیر غزلوں کی کثرت پر غور کرنے، تو اس نے جس
 جوش کا ماحول نظر میں آئے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ غزلوں کے پہلوئے غیر مبنی کی وسیع نہیں کرتے،
 محض غزل کہتے ہیں اور یہ غزل بات غور چاہی ہو چکی ہے جاتی ہے۔ اس کا وسیع مبنی وسیع غزلوں

صورت کی شکل کا اگر برقی کی شعری میں اضافہ ملے مقصود بن گئے ہیں۔ جب افکار ہوتے
 خود مقصود بن جاتے تو پھر رنگ اور ہیئت کی اصلاح کی اسیر ہو کر رہ جاتی ہے۔ غفلت کے تحت ہے اور
 ان کی نسبتیں و پیمائشیں حقیقت اختیار کرتی ہیں اور سادگی کی وسعت اپنے اہمیت بھی کھو بیٹھتی
 اور حقیقت کہ ۔۔۔ یہ صورت حال یہ ہے کہ آپ ان کے ایک ایک کو اپنے ہی انداز میں دیکھ کر
 کوڑھنے کی حرکت نہیں سہہ سکتے۔ ان کی شاعری کا بہت بڑا حصہ غفلت و غور کی وادی میں
 کی حقیقت رکھتا ہے۔ اپنی شاعری دیکھ کر یہ جان لیں کہ غفلت پر کتنی برقی شعری سوال اس
 فرد کے کلام کا تھا جس کے پاس صورت بہت ہے مگر غفلت کے لحاظ سے اتنا نہیں۔
 یہ کہ میر نے دیکھا کہ ہے غفلت ان کے لیے حرکت و ایج ان کی صورت کو کلام میں
 نہ غفلت نہیں جس نے دیا اور دور سری صورت تھا کہ اپنے دلی انداز کو دیکھ دلی کیسائی سے
 کا کہ اگر یہ ہو کر یہ صورت نے مرنے لگا اور کلام کی جیسے شکل پر نظر کی کہ ان کی کلام کی ہر
 کلام کو ان کی شکل پر ہی۔ حقیقت کی شریک کی ہر صورت پر نظر رکھ کر ان کے کلام
 کا ہر ہر لفظ کے ساتھ ان کا مسلک ایک ہی ہے ان کے کلام کی صورت اور
 وہی غفلتیں استعاروں کا ہر لفظ۔ ایک سا چاہتا کہ ہر صورت اس میں رہا کر لیکر بھیج
 شکل صورت اور ایک ہی رنگ رہا ہے۔ ہر آواز سے غفلت ایک ہی ہے۔ آپ
 صورت نے نہ ہر لفظ کے ساتھ برقی کو ۔۔۔ ان کی شکل کے ساتھ ہر لفظ کی شکل
 ایک جگہ میں ہر لفظ بہت کی کہہ دیا تھا۔

تجربہ صورت اور آپ نے میں غفلت و نظم کا مسلک کہتے ہیں۔ برقی کا شروع اس
 سے ہی ہو گیا ہے۔ اس کا لفظ ہی ان کا ہے۔ ان کی پہلی ایسی ہی شکل کہ چھ لڑکیاں
 کا آغاز ہے کہ ساتھ ہے صورت کی نسبت سے تھا رنگ اور یہ بہت ہے غفلت اور
 اصل داخل کیا نہیں۔ ایک کے ساتھ ہے ایک بہت ہے اور غفلت کی چند شروع ہوئی ہے
 مثال کے طور پر ان کی نظم "گلزار" کہہ لیں۔ جو ان کے لیے سورت و قہر میں شامل ہے۔ اصل نظم
 میں غفلت اور اصل صورت ہے اور اس کی نسبت سے شروع ہوا رنگ میں دیکھا ہے کہ

”خے خون پر صوم ہوا ہے کہ قربت اگر اس قدر ہفتا ہے، رنگہ آواز شروع ہو گیا ہے اور
سینہ کی ہلکا ہلکا آواز نے جڑ سے شروع کر دی ہے۔“ انجیویں ہیں ہے۔

دیکھتے تھے رنگہ شام سزا میں جو کھڑا
گرتے ہیں کی خون ہے مراد ہی وہاں
کلیں کی ڈنڈیوں کے لٹا لٹکے رہنا
اُن ڈنڈیوں کو ہم نے گلشن چھوڑا
نہیں تھے تو میرے بہادر ہو گئے
جو تیر کر رہے تھے وہاں رہ گئے

مرزا حسن مرزا (آغا) احمد زئی میں مختلف عیسائی عقائد پر غور کیا ہے۔ عزیز بہادر صاحب
بھی غیبت تھا سب جو بدلتے ہیں اُن میں ایسے مصروف تھے ہیں، انگریزوں کی جہاز
آئی گئی۔ چھٹے ملک اسلام تھے پہچان ہو گئے، دلوں کی میں قول جہاں کہہ رہے ہیں کہ وہ بڑے
اس طرح پوری انگوٹھ خزانہ اور کا لہجہ میں کر رہے تھے اور یہ نتیجہ ہے اُس شوقِ غفلت
کا۔ اپنا ایسا ہی ہے۔

سویں صدی میں انگریزوں نے
پہلیں انگریزوں کو دیکھا اور وہ بڑے
نکونہ دیکھ رہے تھے، انگریزوں نے
گلشن کے گل پتوں کو دیکھا، انگریزوں نے
اب یہ سب کچھ دیکھا، انگریزوں نے
وہ جس جگہ کو دیکھا، انگریزوں نے

لفظ بچ کر دیکھا ہے، انگریزوں کی خاموشی سے سننے کی غیبت سے غور، اصل میں
وہ سب جو آخری مصروف ہیں کہ انگریز ہے۔ چھٹے مصروف کے ہند میں، پانچ مصروف قطعاً نہ ہو
نصرت میں وہ گلشن کے لفظ شہزاد کی تاثیر میں رہا ہے یہ مصروف میں ”بوسہ“ لگتے ہیں، میں
نہاں کا برقص، ادبیات کا جو لہجہ ہے، اس سے قطعاً غور کرتے ہیں، لفظ و معنی کے اس تناسب

میں کاوی الخوان ہے میر شہادت میرا کامی شخص کا ایک حصہ ہے۔

مجلس شورای اسلامی

Figure 1. Study design.

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث

Handwritten signature: *Handwritten signature*

ہنڈاؤ گی :

کچھ نے دلچسپ انداز میں عرض کیا کہ یہ غزل کی محاسن، انداز ایک ہے، مگر وہاں غزل
گن گن کر رہی، غزل کا رنگ اور لطیف کاری۔ میں آخر یہ ایک منظر نظر لا سکتا کہ پندار، چاہتا ہو نہ کہ
و غبار کیا جاسے کہ جو تصویر میں تصویر ۵۰ ایسی ہے، اس میں ایک سے ایک دیکھ کر ہوا کی بہت سی جگہ
میں جگہ جگہ جاتی ہے، کلام کی اور طبیعت کو اس سے غزل کی ماحولیت کا ہوتا ہے، ہر جگہ
محوں کی مشیت حاصل ہو جاتی ہے۔ نوات و آفتاب میں صوفیہ یا پچھلے دور کی ایک نظم ہے، یہ
کاغذ پر ہے، یہ سب سے پہلے یہ کہ سب سے پہلے تو یہ ہے اور اس کا جو سے کہنے سے اسے
محبوب کی طرح فرماتے ہیں :

ہم جس کے درختی ہر اسے
شعبہ غزل کی شہد کلائی
قراں جس کے سہا سہا سخن پر
شعبہ مقامی نرم کلائی

محبوب کے داد گھوڑے درختی اسے جس صاحب پر تیرے کہتے تھے، چہرہ کا انداز تھا
نغمہ کر تھا، اس کے واسطے محبوب کا گھوڑا بننا ہی چاہا، اسے محبوب نے شگھ صورت اختیار
کرنا تو کہنے اور میں آئی ہوئی ایک خاص فریب تو کہیں کہ جس کے چہرہ پر تھا اور اس میں
یہ بات بھی دہن میں کچھ آ سکتی تھی کہ جب سخن کر، سوچ، زبان پر تو میرا شعبہ مقامی
اس کے کہ نہیں دے سکتے، سوچا کہ شہد سے دیکھا گیا غزل نہیں۔۔۔ گویا غزل پر اس کا
تخلص غزل پر غزل سے اس کا ہونا گویا بار بار کہہ کر اس کا اثر ہے کہ اس کا غزل پر ہے، اس کا
کچھ ہی اکتا ہے۔

جوئی کے کلام میں غزل کا مقام کی جگہ ہے اور ان صاحب نے اشعار کی شکل صورت
اور صورت غزل کی ہر طرح تلاش ہے، بہت سے غزل لکھ کر لے کر دہن میں وہ بھول جاتے
تھے کہ ان کے کہنے کے غزل لکھ کر دہن میں سب دہن میں سب پر کہ غزل لکھ کر دہن میں سب دہن میں

عزیز احمد کرتے تھے اور یہ خطا غلطی کی وجہ سے ہی رہتا تھی۔ بچپن اور جوانی میں ہی نہایت
 غلطیوں میں مبتلا رہا۔ اور زندگی میں اس کی سزا دینا انسان کا فرقہ وارانہ کی کو سب صحیح
 فرما کر لیا تو پھر یہ نام خطیہ اگر سب سے اہم سماجی طبقوں کا مطالعہ اور اس سے بڑھ کر کیا جاسکے تو
 اس کے بعد یہ خیال جاگزیں ہو گیا کہ میں خود بچہ اگر بات کی جاسکے گا اور میں خود بڑا ہو کر
 اپنا جائے گا اس کا تقدیر میں خود کا حق ہوں گا۔ اور ان کی وحدت کا سبب بڑا عنصر
 ایسی شہری کی زندگی نام میں میں سنی جو مشن و غرض میں کشا میں ہو اور دیار کی بددستی کوئی
 ہی ہو۔ وحدت اور نفس میں خود کو بے کرا کر نہیں رہے۔ انھوں نے ایک طرح میں کہا ہے،
 "جو مل کے انکار کو مانے گی مستقبل کی بدست" مستقبل ہیہ کا تو حال معلوم نہیں مگر ان کے
 لحاظ سے مستقبل بڑا ہیہ اور چار سے اعتبار سے زیادہ حال سے تو اس کی توقع نہیں۔ اس کی
 اس وجہ سے کہ انکار ہوتی تو ان کو مانا جائے۔ وہ جس جھپٹ سے عقلیں جھپٹتے تھے اس
 جھپٹ کے سبب سے نظامت زندگی بھڑائی کے، زمین اور بحر کی یہ غائب ہے اور وہ آخر تک
 اس صورت سے رہے یہ خبر ہے۔ وہ انسانی عقل کے ناقص تھے اور بہت زیادہ طور سے اس
 کی اصلاح کر سکتے تھے۔ لیکن صورت کا تصور ان کے یہاں وہی تھا جو کسی کوئی فزوست ہند
 کے یہاں ہو سکتا ہے۔ اس مسئلے میں ان کی نظم "خافیا مشرق" کو بڑھانے کی ہے جو ان
 کے عجیب و غریب فکر و فضا میں مثالی ہے۔ ہر صورت کا ایک اور سبب ہے ان کے یہاں وہ
 ہے اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اور وہ وہی ہے جو کسی نے فی زمین کے اس میں مانا
 سکتا ہے۔ وہ مذہب کے قائل نہیں تھے۔ اس سے حدت و وحدت مجوز و مہم و خرافات کو کہہ
 وہ خدا کے بھی قائل نہیں، مگر وہی جھپٹتے ہیں یا جب اس میں محدود ہوں محدود کے
 صورت ملتا ہے کہ تو کوئی ذہنی نظریہ ہے ہی اور یہ بات ان کی کوئی بھی نہیں سکتا کہ یہ
 کہہ ہوا تھا ہے۔ یہ کہ یہاں کہ ان کی طرح خود بڑھائی گئی تھی۔ سمجھنے کے اثرات
 بھی بڑھتے تھے۔ اور اس صورت میں ان کو "عقل اور" سماج کے مطلق حق سے پہنچتے رہے
 تھے۔ ان کی ایک بڑی کامیابی تھی۔

شہر حسن خاں نہیں ہو سیتے
 شیرین خاں سے بھی بھڑا ہے خدا

ہستہ کہ طوطی غصوں کے میں ٹکڑوں کی صورت اٹا کر کیا گیا ہے۔ اُن کو غصے، تنگ نہیں کیا ہے۔
 اور یہاں اگر کسی صورت پر تو کمال دیا گیا ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے اور یہاں کیا ہے۔ یہ غصے
 بہ خوب مثال عرض کر دے کہ اُن کی طوطی غصے ان کے غصے کی شکل میں دس غصے ہیں۔ اُن میں
 چار پانچ غصے ہیں جو ہر غصے سے غریب ہیں۔ اسی صورت میں غصے میں ایک چھوٹے چھوٹے
 ٹکڑے سے جو لگتے ہیں۔ یہ غصے خود غریب ہیں۔ مگر جو غصے ہر غصے کا احوال اُن کی
 وجہ سے نہیں بدل پاتا۔ یہ اشعار بھی اُس میں مذکور کر رہے ہیں اور اشعار میں غصے کا
 یہ قول ذکر اسے کہ وہ چاہتا ہے کہ : اُن کی بیش تر غصے بہترین غصوں کا بہترین نمونہ
 ہیں ؟

اس میں اور بھی شک نہیں کہ غصے نے غصوں کی صورت میں اُن کی صورت میں شادی کی
 تو حد غصے غصوں کو پاں اور بھی مٹا کر تھے غصوں میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 شک غصے سے بھی غصوں میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 تاہم اور غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 جس غصوں میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 پیدا نہیں کر سکتا۔ وہ غصے سے غصوں کے یہ غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 اشتعال کے چار پہلو اشتعال کو غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 کا شکلاں ہیں کہ جو غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 کی غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں

آخر میں اسی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 کو بہ مثالوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 سے ہے۔ اس میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں
 سے آپ سے ہے غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں غصوں کی صورت میں

نہا خر دوغ ہو جاتے گی : جو سانسے ٹخن اور ساری دھکشن کو تیرہ کر کے دیکھ دے گی پرتش
 مستہ راوی جیسے تھے، سخن سبزی اور دھوا قرنی میں اچھا آن کر کمال حاصل تھا۔ اس
 پھر اس کتاب کو دست دینے پر سوسال عمر کی کھج کر پڑھا جاسکے، آدرو نثر کی یکساں کتاب
 کتاب کھج کر پڑھا جاسکے، قہ اس کی غریب و غریبوں میں آئی۔ اس سے نظم اور نثر کے
 فرق کا یہ خوب اندازہ کیا جاسکتا ہے اور اس بات کو بھی کھج جاسکتا ہے کہ نثر کی ان چیزوں
 کی تعلق جیسے جو سکتی اور نثر کے دوست میں کیا کچھ ہو سکتا ہے۔

جوش ملیح آبادی اپنے معاصر شایر کی نظر میں

بڑا شاعری میں ہم عصر ہے۔ فرخندہ فرام بڑی شاعری کو بھی ضرور خود نہیں کرتا
 کیونکہ ہر عصر میں خود ہی کو چھوڑنا اور صرف انداز پر ہے۔ یہ وہ تنقیدی گفت
 ہے جس کو حدود سے چند ناقد ہی سمجھتے ہیں۔ جو کارِ اگہ و محدودیت چھوڑ سکتے ہیں
 کبھی کبھی یہ کہہ گئے ہیں کہ ہم (تم) جواب دہ ہی ہیں۔ غریب شاعر کے ذہن ہی :
 ہر ماہی، مثال کے طور پر، غائب کے کسی شعور، غائب آج کے شاعر ہی بیان کیا جاسکے تو
 اسوں کی کسی نہیں ہے جو اسے بہت نہیں کرے۔ مرنے و مرنے کے لیے اس شعور کا ہے۔

دل ہی تو ہے یہ سب و دہلیز تو گیا

یہ وہ چٹائی ہے جس سے تمہارے چہرہ اس کے

آج کے گرد و چٹائی میں "میاں ست و پیاں" کا اطلاق تو کرنا ہی دوستانہ ہے۔
 پرکھتے ہوتے اور شعور کے عمل بننے جاسکتے ہیں۔ جو دوست، پرکھنے کے لیے
 سے ایک مثال پیش کرنا، صداقت سے دوری نہ ہوگا۔ قرآن کا مبلغ علم بڑھ سکتا تھا۔ صداقت کے
 ساتھ فلسفہ کا رینگ غائب، غیبت، سماجیت، بشریات و جیولوجی پر بھی وہ ہر دور
 کرتے تھے، حقیقت پر مبنی شعور جو کہ بھی ہو بشریات، قرآن، غائب کی مدد سے یہ سمجھنے
 پر دہلیز ذیل شعور میں دل کش نیز سبب اختلاف ہے کہ اسے
 خدا کو الہا کہاں جب پانچے تو سنسرتی
 پکارا، اٹھے کہ خدا کے ہمیں بہت اہم ہے

عزیز! اچھا گستاخ کی گئی تھی کہ یہ وہ اسی لکھنے کی وضاحت پیش کرنے کے لیے
 کہا گیا ہے کہ جی شاعری ایک شعر یا ایک قصیدہ نہیں رہتی، وہ ہم شعر کی دہائی ہے یعنی ہر
 شعر کی شاعری رہتی ہے۔ شاعری سے مشق اپنے خیالات کو محدود سے چند ارب و شعرا
 نے قلم چلایا ہے جبکہ ہر ایک کی زبان کے شاعر و رسد با محرم اپنے خیالات قلم بند کیے یا
 استاد یا ناب صوفی خاص درویش اگر لکھنوی کی تعریف سے ان کے نظریات تک پہنچا
 رہا ہے کہ بے چارے آپ احمد فریاد گزرا ہوا کافی ہیں۔ لڑائی نے بھی سوائی کو مضامین دیکھتے
 حقیقہ بھی تنقید کہ کتاب ہے مزید برآں میں آپ کے تحت فرق کے خیالات و قصبات
 کو دیر لغزش اور گزرا، اعلیٰ احمد و موم نے تالیف کیے۔

جو کچھ علی آبادی نے اپنے *Handbook* میں سرگزشت حیات یا دل کو ہر بات پہنچا
 ہے ہندوستان میں اگر تالیف کی نظر جو سیدہ اس سے وابستہ تھیں کتاب کے مطالعے سے
 ان پر پانی پھر گیا ہے

کے بہا آورد و گر خاک مشددا

شاعری سے مشق رائے، تحولات شاعری، لکھنؤ کا شاعری، اعلیٰ استاد و موم کا گزیر
 ہندوستانی تہذیب و ثقافت، دلیو جیسے اہم موضوعات پر ۱۰۰۰ صفحات پر تلے ضخیم کتاب
 یا دل کی بات میں کہیں بھی غزلیات اور مرثعات کے علاوہ ہجریات و ہجرت کی
 آئینہ دہی نہیں ملتی۔ فرد ستار پر رنگ سینہ ان کو سامنے آجاتا ہے۔ مزید برآں جو کچھ کہا
 گیا ہے اس میں کتاب گزرا دہائی ہے۔

اس پر تیز رفتاری تعریفیں ہونے میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان تھا ایادوں
 کے گھونٹے۔ مضمون کی نگاہن کو اب میں نے جو کچھ مناسب کہ اس میں بھی کوئی نئی اور مزید
 قلم نہ دے گا۔ شاعر میں میں مضمون بشمول تمام جو کچھ جسٹریڈ پیسٹ سے لکھا گیا
 تھا۔ ہر سبیل مذکور اس بات کا ذکر ہے کہ محرم میں ہوتا۔ چشمہ نظر مضمون میں اگر لکھنوی
 نام یا دے سکیں، پھر دچکری، قادیان، ساگر، دیو، دیو کے جو کچھ سے مشق ہوا تھا
 کا ترسیل کے نقطہ نظر سے یہ مضمون لکھا گیا ہے۔

کی تعداد بڑھ کر آتی ہے۔ موصوفیہ راستہ میں اگر محض کھیری حیثیت کے لیے ہے۔
 جوئی اور تھانہ مسجد کے پادریوں کی برکت میں آجی رہا ہے۔ سیرا کثیر گئے۔ جوئی
 کا یہ کہنا کہ وہ جوئی میں، خاصیت پذیر ہوئے۔ بالکل جھوٹ ہے۔ وہ سرکاری سپان خدمت
 میں ہے۔ خاصہ دولت میں خراب بھی شامل کر دے گئی تھی۔ وہاں کھانا اور موم تو خراب کہ
 چھوٹے بھی نہیں تھے۔ مختلف خوراک و ختم کی خراب کی ایک دکان (بھی مکرے) کے دکان
 دی گئیں۔ شام ہوتے ہی وہ فلی خراب پر فٹ پتے سے اور دھن بکے کے قریب دھن
 وہاں سے نکل کر چلے جاتے۔ یہاں خانے کے سنگھنے دھن کو باہر گیسٹ کی جانب جاتے
 دیکھا تو وہ جڑ کر آیا اور لگا کہ "سرکار کاشی جاسکے۔ چیل جانان خاص سب سے معلوم
 ہوتا ہے۔" جوئی نے کیا کیا کچھ کچھ میں دیا کیونکہ فتنہ آنا چاہیے چکا تھا کہ گراؤنی خاص
 متاثر ہو گئی تھی اور انھوں نے چھوٹے گراؤنی بہت سی معلوم ہوئی۔ میرکیت، چھوٹے
 جوئی کیا کیا آپ لکھو فراخی ہم رنگ دکان صاحب کے ہاں جا رہے ہیں۔ ہمارا کھانا بھی
 وہی ہے۔" سنگھنے کہا گیا تھا کہ "۔۔۔ بکے کے قریب یہاں سے دیرانت کیسے
 اور فون کرے۔" آجی لکھا جائے۔ بے جا رہے ہیں تھا کہ کیا کیا جائے۔ لکھا ہے بکے
 دانت کا کسی نے بہت کہتے ہوئے وہاں صاحب کے پر ٹیوٹ سکر پڑی کو فون پر صحبت
 حال سے آگاہ کہتے ہوئے دریافت کیا کہ کیا وہاں یہاں آجی ہیں؟ پر ٹیوٹ سکر پڑی
 بھی پھر میں پڑاں۔ اس نے دھن کا غبار کیا لیکن یہ کیا کہ یہ ہیں۔ ہاتھ ہی میں دھن میں
 دیکھ کر بتا دیں۔ "اگر صاحب کے کمرے میں بالکل خاموشی تھی۔ معلوم تھا تھا کہ یہاں
 صاحب سنگھنے کے بے ہوش پر چلے گئے ہیں۔" وہاں اگر سکر پڑی نے فون پر یہاں خانے کے
 سنگھنے سے دریافت کیا کہ یہاں وہاں آگئے ہیں یا نہیں؟ جواب نفی میں پانچ اس نے کہا
 کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں گئے۔ پر ٹیوٹ سکر پڑی نے شب گشت کے انتہائی میں
 آفیسر کو فون کیا۔ وہاں میں نے خیر رسدات تھانہ یہاں کو ساتھ لے کر گاڑی میں کاشی
 کو نکلا۔ دھن کو کاشی کے بعد لیم دکان میں پہنچے۔ اس نے دھن صاحب کو ایک پیر کے
 بچے داند بکھڑا تھا کہ "وہاں وہاں کو وہاں سے بہر دست لگے۔ دست بہر دست

انکے ملائی ہوئے کیا اور مہین خالے سے گیا۔ مستطیلے دراز کو بھیجاں دیا۔ جتنا قدرہ
 پرش میں تھے، انھوں نے لڑاکوئی ہو کر ذہن سے کہا کہ کچھ منع کرنے پر بھی جوش باہر
 جانے لگے اور یہ ان کو دیکھتے دیکھتے یہاں تک آگیا۔ اگر صاحب کو یہ تمام بات
 صبح کو معلوم ہوئے۔ پریشان خاطر ہوئے۔ عجز و اصرار نہیں ہوئے۔ دن ہی روز دیت بات
 کی گزرات تھیں باتوں کی ڈکڑا دیا۔ مجھ نے فوراً اس وقت جانا شروع کیا تو اڑھائی
 گئے کہا چھ کوئی بات نہیں ہے۔

چشم برداشتن دلیا، اشاد

کشمیر میں بہادر جوش کی آمد و غیرہ کا ذکر کیا۔ وہ کی گزریوں کی چشموں میں کشمیری ملا
 کشمیر میں واقع عدالت کے اندر کشمیری پر استنادی موجود ہے جو پہلی ذکر کیا۔ اس واقعے پر
 دلچسپی ڈالی، سیاق و سباق حافظے سے کوہ گئے ہیں۔ آخر مرحوم نے بھی فرمایا تھا کہ جسک
 اپنے استاد عزیز کشمیری کا کہیں کوئی ذکر نہیں کرتا۔ مرحوم کیسے یادوں کی بات میں ہزار
 مرحوم کا ذکر جو آگے سے کر رہا۔ وہ میرے سہیلے کے بھائی شہزاد جوش کی کسی سی غریب
 تک نہیں ہے جیسا قبل نے استاد مرحوم عزیز کا ذکر کیا ہو۔

آخر مرحوم سے اسی طاقت میں، دم باؤ سکینہ کا ذکر میں نے کیا۔ دم باؤ سکینہ میرے
 ہم وطن تھے یعنی وہ بھی بریلی کے رہائے تھے۔ حسن اتفاق سے سکینہ صاحب کے وہاں آگئے
 دونوں بھائی گریو کے۔ دم باؤ سکینہ کی جو اہلکار آخر مرحوم نے کی اس کی بات لگے جو کچھ مرحوم
 فرمایا تھا۔ وہ سب سکینہ صاحب کی کہنا طاقت سے تھا۔ ان کے بھائی کا لڑکا میرا دوست
 بھی تھا۔ وہ میرا چچا صاحب تھا۔

آخر مرحوم سے میرے جب کبھی جو کچھ شاعری کا ذکر کیا تو وہ اکثر دیکھتے رہے۔ انہوں
 خیال کرو کہ میری باتوں میں ڈال دیتے تھے۔ ایک دفعہ صوفیہ ایک اور دفعہ انھوں نے کہا ہے
 کیا کہ "جو کچھ دل چاہیے مجھ سے اور انھوں نے ایک بھی "کچھ سمجھا" اور انھوں نے کہتے کہ نام
 پر ہوتا ہے۔ (رقائق کا دست سب لکھا نام تو تھا سنا وہ محبوب سے کہنا سنا پرستار کی ہے
 انہوں کی شاعری جوش کی نظر میں سیدہ کی نہیں ہے، جبکہ میری دانتے میں انہوں کی ایسے شاعر

کم چاہتا ہوتا ہے۔

پھر بنگلہ دہی کو میرا دوست ہے جتنا صاحب دوستی ظفر آبادی تھے بچاؤ نے
جوئی کی شاعری کو غور سے پڑی ہے ذرا کہ کچھ نہ سمجھتا کہ اسے کچھ کہانی حقوق میں جوئی
کی شاعری آگے چلا کر وہ خود اشتاخی بھی جاسکتی۔ البتہ یہ کہ پر جاسید کھڑا ہے
کاں پڑا جوئی کی شاعری اس صیاد تک نہیں پہنچتی جس کی لکھنوی صاحب بنگالی، فیض
حافظ و غیرہ نے کی ہے۔ مجاہد صاحب سے صاحب کا نام سن کر ہمارے اعز و اقارب بنگالیہ صاحب
اس منتقب چھوڑ دیں، دیکھ کر حضرات آسمان بچاؤ سکڑے اور فراتے بچاؤ صاحب کا نام
میری زبان سے سن کر آپ سر سے نظر آتے ہیں۔ ناہائیں نے آپ سے اور بہتوں
کو کہہ دی صاحب سے بھی پہلے وہاں کی بات کہہ دی تھی۔ صاحب میرے ہیں اس صاحب نے
جنہر سے بلکہ لکھنؤ کے شاعر واد کے لیے میری وضع کردہ اصطلاح ہے۔ یہ ملک صاحب
کو کہیں لگاؤ نہ ملے ہیں۔ نہ ان میں اس میں لگاؤ کو دیت و نشان نہ تھا، ہیں اور میں جوئی
اُن سب سے دور ہیں اور اس اصطلاح کے ساتھ اور جس سے کوئی پر غاشی میں نہیں ہے مگر یہ مشیت
شا فرمایا ہے۔

معلوم ہوا صاحب پر مسجید کو سے خدا

یہاں کو عورت جو سے کی تھا ہے کہی آجا

کیا بات جوئی بہ کیا کہ رطارت آتی کو بچاؤ اور خانی مددوں کہہ لیں جوئی، ہیں
کہا کرتے تھے، سنا تھا کہ بچاؤ ہے اور جوئی ان کو سنے، و محبوب کی جانب ہذا چاہتا ہے۔
ہمارے اعز و اقارب نے قبائلی کی شاعری سے ملنے سے کہ ان کو بچاؤ شاعر ثابت کرنے کے لیے کوشش
کی مگر بچاؤ صاحب نے اسے بچاؤ کہہ کر پچھلے آدمی اپنا نام نہ بھیج لکھنے سے انکار کیا۔
جوئی کے یہاں جتنا سمیت ہے، جو دقت کے ساتھ اس میں مددوں چھو جاسکتی۔ اس سے
مگر جن کو کیا لایا ہے، بچاؤ بھیجی انھوں نے جہاں کے کہیں وہ بہتاد بھی نہیں کو لکھا
عورت خات کہی کا شاعر نہیں جانتے، یہ تو بچاؤ کی دانے۔

خانی بادی کے ایک بڑی دوست تھے، شاعر مرنے لگے حسرت جو جو کہہ رہی ہیں دیتے

تھے۔ یہ سوٹ ایچ ایس آر سیٹ (SOA) پہلے دوسرا دور تھوڑے بھر تھے جو حق صاحب دہلی میں آج کل دانشور کی مانت پر قائم تھے۔ جو آئے تھے ان سے یہ کہہ کر کہ ان سکرپچر کی صورت کسی کی تخلیق بن گئی تھی تو اسکو سب سے بگڑا ہوا دیکھ کر کہیں بھیجے جیسے اس کو بد یہ ہوتے کہ کام ہی سکتا ہوں۔ سکرپچر صاحب انوں میں آئے۔ اور انوں نے دوسرا دور سے دوبارہ لکھا گیا اور دوسرا دور جو حق کے لئے گری۔ اور اس سکرپچر صاحب پکڑے پکڑے لکھتے۔ کام دسم کیا یہ لکھتے تھے انہوں نے تمام شرب کی پوزیشن فریڈ کر کے جو حق صاحب پہلے دو پہلے آرام سے بیٹھتے تھے۔ اور انہوں نے لکھا تھا کہ یہ دھڑکیں وہ شخص کو معلوم ہو گا مگر خوب ہے کہ یہ واقعہ (تفصیل) مقررہ تھا کہ اس معلوم تھا کہ انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا۔ انہوں نے تمام سکرپچر کی مانت دی تھیں۔ بدیم سکرپچر نے جو حق کی پاکستان کر سیت کہ اس میں جو بگڑے سالانہ حق سے بالکل تھیں نہیں لیکن جو جو حق نے وہ اس بات میں لکھا ہے۔ وہ لکھے کہ پاکستان پہنچ کر وہ حاکم اقبال کے مقام پر پہنچا یہ ہوا کہ وہ میں لکھے۔ اور ان کی بات انوں نے ہندوستان اگر شائع کر لیا۔ اور سنا تھا کہ وہ اپنے کرتوت پر پورے گناہ تھے مگر پھر وہ حاکم اقبال کا ہی دوروں کو خوش کر کے وہ ہندوستان واپس آ سکیں۔ یہاں زندگی بسر کر سکیں۔

یہ سکرپچر جو حق ان کے سفر میں کی تھیں۔ من میٹ ایچ ایس آر سیٹ جو حق نے لکھا تھا۔ "سوت آخر" ان کی تخلیق ہے جس کے کچھ حصے ہندوستان واپس آ کر دیکھیں اور وہی شائع نہایت ہو کر کہہ ساری جو حق کے بعد مدد دے جس کے قابل ہیں۔ مثالی کے طور پر یاد کی بات کے مقررہ میں ہی ہوئی ہو۔ دلی سے

اعراف دیہات کو مرتب کرے
 وہ دلوہیات کو مرتب کرے
 اس سے پہلے کہ بھول جائے سب کچھ
 یادوں کی بات مرتب کرے

درد و محبت کو مرتبہ کن فہرست ہے مگر عین محبت کو جو تجلی کے ساتھ ہے
 کسی شاعر نے مرتبہ کیا ہے۔ اور کوئی گرسٹ لایا ہوا نور فوق دہائی کے بعد ایک دہائی
 بعد چٹائی لگا گئی ہے جو قدسہ نسبت ہے مگر اس کے بعد چار اشعار پر مشتمل مضمون ہے، جو
 رنگ و رنگ شریعت کا نکل رہا ہے۔

ایشی نور مضمون جو گنگا کے ناسف کے ساتھ پرکھ سنا ہے اس کے لئے کی عرض کی ہے کہ
 کیا ہے۔ اس کو نہ دیا ہے اس کے لئے ہی لکھتی ہیں منور ہوئے مسافر وندہ نور علی کی
 ساری محبتیں گئے ہیں

دارا چ از ہی قہقہہ کر لاف آمد و غرور رفت۔

میں قید تھے اپنے دور کے سب سے عوامی شعور و آواز کی گونج تھی جو اپنے شعور سے آگے بڑھ
 تھا۔ اور نقشب پورچی اور دہانے کی گونج شعور کو سنت تھا ہفتہ کی شاعری کا رنگ میرے
 دل و دماغ میں اسی جاتا ہے۔ پھر وہ سب جتنے میں نگینہ تھا میں اور وہیں میری شاعری
 اور شعور میں گزرتی ہیں اور انھیں دیکھ کر۔ "نند" کا پیر۔ "بیچوں" لاہور۔ "نئی ننگا"
 لاہور۔ "عشر نیل" دہلی۔ "نیرنگ نیل" لاہور۔ "شہکار لاہور"۔ وغیرہ جتنے
 کو سنتے ہیں۔ "اقبال کی بالی جوتی"۔ "گل کی شہر" اور "نقشب جاتی ہے"۔ اگر بالی جوتی
 اس وقت شمس معلوم ہوتی ہے۔ "گل کی شہر" عری مزاج سے بھلا دھنیں کھاتی ہیں
 کی شہر و شہنم پر نگاہیں عشر جاتی ہیں اور میں ہنسے اشتیاق سے جوش کا دور انگیز نہیں
 جوتی ہیں۔ اشتیاق سے انھیں دھن بھنی سے بھائی اشتیاق انگیز آتے ہیں اور شہر و شہنم
 کے حلقہ "علم" کے کچے پچے گلے سے ساتھ لاتے ہیں۔ "علم" جوش کی آبادی کی حالت
 میں دہلی سے نکلتا تھا۔ اور میں جوش کے اشتیاق و اشتیاق کے ساتھ ساتھ نکلتا تھا ہے۔
 اور میں اس شاعر نقشب کے شعور کے انجلیک یہ ہے دل کو بھڑکایا ہوا جس کا نام
 اس کی انھوں کا مشکوٰۃ اپنی طبیعت میں روایت کرنے کا خواہش کا ہم زمانہ کرتا ہوں۔
 اس کے ہاتھ تیرہوں میں ہے آپ کو حاصل ہونا چاہتا ہوں۔ میں "شہر و شہنم" اور
 ان کے ہاتھ ہاتھ کا "علم" اور "نقشب" اور "پارچی جاتی ہے" بہت سے اشتیاق
 بکر پر کی چوری انھیں میرے ہاتھ کا حضور جاتی ہیں۔ اور آج اس وقت جوش
 کا کوئی مجبور و ملام میرے ہاتھ نہیں ہے اور نہ اس کے وقت اس کا حضور ہے
 ہاتھ کے درجے سے آج میں وہ اشتیاق جھانک رہے ہیں جنہوں نے بگے قوت کو اپنی
 دی اور اپنی بات ہے اچانک کچھ کی برائت نہیں۔ اشتیاق کی ایک کھینچاں ہے۔

لے جا شعور و شعور و شہنم

لے جا ہے ایک شہر و شہنم

اجتہاد شعور کے اس شعور ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس شاعر اپنے دماغ سے کیا

common trend ہے۔ اور وہ انہوں سے غائب کرتے وقت پر انہوں نے کالج کے

اور اس نظم کا آخری شعر تھا۔

مرد بننے کی کوشش تو مردانہ ہے

شکر کہ طوطے سے ہم نے نہ لیں ہو کر

و شروع شروع میں اس شکر کی تلاش کرتا تھا۔ بعد میں جو حق کے ہم قاضی تھے اس کی
تکدہ اندھیر اپنا پہلا نام ہی طاقت مردانہ اختیار کر لیا۔ مگر انکو میرا گھر کا نام یہ شکست
ملی ہے۔

یہ دیکھ کر جو حق کا میں نے غم کئے سب سے زیادہ دکھایا کہ ان کی فطرت ہی نظم
ہے جو غم کے تمام حیرت انگیز خطاب کے کچھ ہے۔ اس میں شکر کو کہہ دیا کہ جس سے کہ
ہو گا کہ آخر یہ ہے۔ اس مقابل کے انوکھے خودی سے زیادہ اس نظم میں اور بھی اندھیر ہیں جس سے
ان کی خجالت ہے۔ کچھ شریک ہیں۔

میرے چہرے سے اٹھائے ہوئے ہیں

شکر کی فطرت بدل سے آواز نکلتی ہے

جو میری ذات کا سبب اسودہ ہو کر رہتا ہے

کھڑے ہو کر ہے اس لئے یہ بھی کہتا ہے

کہ افسوس میرے قدموں کو چاہئے نہیں

کہ طوطے میری زبان کو بھرا لیں

میر میں بھی سرور و شادان ہے یہی نظم

اور اگرچہ سب سے پہلے تو یہی نظم

الہیہ دنیا کی ہے اور ان کا اثر یہاں ہے

یہ خیال ہے کہ ان کے یہاں بشر کا چہرہ ہے

نظم یہہ شکست میری ہے جس سے میرے سر کا ہے اس میں خودی نہ ہو چکی ہے یہہ شکست
جوئی کا اثر تھا۔ یہی نظم ہے جس سے میری نظم پر چھوٹے سے تھے۔ یہ نے جوئی کا اس نظم
سے بے غم کیا کہ اس میں اندھیر سے کچھ بھی نہ تھا۔ فطرت میں سرور و شادان ہے یہہ شکست

ہاں کہیے اور نہ گم، نہ جھگڑا میرے کام آیا ہے اور میرا سما جنت و جہنم کے طہارت اور نفی
معاویہ طہارت کے تالی سے بچا رہا میرا اور وہاں ہمارا دوسرا کام ہے۔ چرخ کے فیض و
غضب کا کوئی ٹھکانہ تھا۔ کیا غصہ ہے۔

نہ خود کے ذہنی غمازی و مسیہ

نہ غصہ تو خدا کے لیے تھا

جو تیرا نکال دے شہرِ نفرت تھا۔ ایک جگہ تھی کہ تھی ہے

اب کہ تمام نام میں پیدا کیا ہے کہ

اب نہ ہے میں اتنا خیال تھا۔

تا وہ نہ تار ہے میں یہ جملہ تھی

بہت کج دلت یہ ایک غصہ صحت خیر ہے۔

”اب غصہ ہے کہ یہ نام ہے“

اور میں کے میں وہ صحت کا میرا تصویر بنی کہنے کے بعد آخر میں ایک اور

کھلی ہے۔

”اب میں غصہ تھی یہ بھی تمام ہیں“

یہ وہی وہی غصہ تھی غصہ کا ایک طرح کا شگ و بنا میرا کہ تھی کہ ابھی

میں کھوتا ہے۔ غصہ کو یہ ایک جگہ کے ساتھ غصہ تو ہے اور ملک کے مستقر کا

یہ اس کی تصویر بنی کہ کے ذہن کو سمجھنے کے لیے ابھرتی ہے۔

غصہ میں ہی وہی ابھرتی ہے۔ غصہ میں ہی وہی ابھرتی ہے۔

جسے اپنی غصہ کا سرخ لایا ہے۔ اور میں نے جب اس کو اپنا شعار بنایا۔ ان دنوں

تھی میں غصہ کا سرخ لایا ہے۔ ایک صحت خیر ہے۔

وہ صحت خیر ہے وہ نہ تھی

میں نے اس صحت خیر لایا ہے کے بعد کے ایک میں تو یہی ہے کہ میں نے

کے باہر لایا اور چلے صحت خیر لایا ہے۔ اور تھی وہی تو وہی لایا ہے کے لیے

ایک دن گرفتار لے گا انداز ہے

مگر منسوب پلار تو ہے وقت پیدائش
 لڑائی کا ہے جو پکس ہے سبک انداز
 سب کو ہی ہوا سب کے یہ بات خدائی
 لکھ رہا کہ سب کے یہی رہا سب کا
 غضب اس پر ہے غصہ ہے پھر غصہ
 کہتا ہے سہ تو مر رہا ہے غصہ ہی کا

یہ تو کیا زندگی پر مشق تھی۔ سہا سہا کی شاعری میں ایسی نظر کا کیا کام۔ مگر میں نے غصہ
 یہ بھی جاننے پہنچا تھا کہ اس سے اس شعر کو سن کر یہاں کی طرح سب کے کن شاعر نے کہا کہ جو کئی
 کی نظم چلا ہے بہت سے رنگ بہت سے۔ لیکن غصہ کیسے گوارا ہے تاکہ چور کی کا حکم پڑ جائے۔
 میرے شاعر وہ ہیں کاظم کیا اور کم و بار کہ میرے فی البدیہہ بات ہو۔ اور میرا رنگ
 میرا ہر چیز ہو گیا۔ اب میرے غصے میں بھی کوئی تو ان میں بھی سب غصے کا غصہ نہ ہوا۔
 اور غصہ دیکھ جوتی کلاب دیکھ دیکھ کر لے گا کوشش کی۔ لیکن کہیں جوش اور کہیں میرا
 مگر میرا جوش کوشش کی۔ ایسے ایسے اشارے کیے۔

ہر شخص میں جوش کے لئے میں چڑھا
 سنا نہیں ہے کوئی دھن کی چار کو
 کیا پہنچے ہو شوق اسیران و کمال
 صورت ہلکا ہے کیا جان کا بیاں کہ

سب غصے انسان دھن اور جوش غصہ۔ یہ وہ خصوصیت ہے کہ میرے غصے میں شوق
 میں جگر بڑھتا ہے۔ اور یہ لہذاں ہے جوش کا۔ شروع شروع میں تو میں نے غصے پر لکھا
 اس نے کی کوشش کی اور تعلیم جوش میں جوش بھنے کی کوشش کی۔ مگر سب غصہ و غفلت کی آڑ میں
 نے ان خصوصیات کو اپنے غور پر لیا اور یہی ہے اور انہماک کے لکھنا سبب اختیار کیے
 اور کہ غصہ سب جوش کی تفصیل کے ساتھ ہی ہوا معلوم ہوا کہ ان کے دوا دین میں غصہ

کا کیا اثر ہے اور کچھ اور خاص خاص ملک کی زمین پر اور صحرا ہے۔ جو تو نے آج
 شام کو لکھ لیا کہ ایک ہی ملک ایک ہی ملک ہے اور اس کا اثر اس قدر ہے کہ آج شام کو ہی کوئی
 نفوذ نہ ہو۔ یعنی میری فکر۔۔۔ اس سے بچو۔ اور یہ تو یہ درست منظر تھا۔ اسی وقت
 پر میری زبان پر نفوس میں جو کچھ کہیں کہیں تاج کی جھلک ہے اور ان کی تعلیمات اور کچھ
 ہر جہاں میں ہر جہاں پیدا کرتی ہیں اور مستند کہنے سے گریز نہیں کرتی۔

صوبہ دہلی کی صورت میں جو کچھ کی شہر شہر کا کچھ عزت ہوں۔ خدا کی شہر کی صورت میں
 کہتے ہیں جو وہاں جو کچھ کہیں کہیں نفوذ ہے اور جو وہاں چلے ہو گئے ہو گئے ہیں
 جو کچھ کہیں کہیں وہاں یہ وہاں یہ تیرا تیرا ہو گیا اور یہاں یہاں کے ساتھ کچھ کہیں کہیں
 نہیں ملتی۔۔۔ میرا یہاں یہاں کہنے کی صورت میں۔ اس سے صوبہ دہلی کے چھوٹے ہیں شہر
 شہر کے ساتھ ساتھ۔ اور میری ہم سے کہ میں میں شہر کی تیرا تیرا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ یہاں یہاں شہر کے لیے
 تیرا میں تیرا کے لیے یہاں یہاں ہے

میں نے شہر کی دہلی کا اشارہ کر کے
 تم شہر کے لیے یہاں یہاں ہے

میں نے شہر کی شہر کی شہر کے لیے
 کہ میں نے شہر کے لیے یہاں یہاں ہے

میں نے شہر کی شہر کے لیے شہر کے لیے
 میں نے شہر کے لیے شہر کے لیے
 میں نے شہر کے لیے شہر کے لیے
 میں نے شہر کے لیے شہر کے لیے

پچھڑا جھانک کر شاہی رنگ کر دی۔ اور پھر اصرار تو یہ ہوا تو نہیں کہیں۔ اور اس خیال سے کہ کوئی سرور کا اثر ہمدرد سے نکلے وہاں حکمران کو رسائی میں چھوڑنا شروع کر دیا۔ اور پھر میری شاہی بیچ در بیچ دھڑکتے گزرتے گئی۔ متعدد بھر میں ملوکیا۔ ٹھیکرہنگ آہنگ پرش کے اثر سے طبیعت کا جنرل ہی چکا تھا اس کو ناب و سطر بنا کے دکھا کر جب آزاد شاہی کی دہانے آئی تو اس پرش کے رنگ سنن کی ملکیت سے کل پہنچا تھا۔ مگر جو چیز جو ش کا ناقابل فراموش طبع ہے وہ ہے الفاظ کی چھان پہنک۔ اور دھڑکی کی تلاش فراموش۔ یہ پھر خود افسانوی انسان ہوتی ہے نفس۔ زندگی کو مردانہ کر کے کا جذبہ۔ یہ سب کچھ آج بھی میرا قیمتی سرمایہ ہے۔

’فریبِ حفاظ‘ ان کا کمال نصرت کے ساتھ پرش نے جس طرح استعمال کیا ہے۔ وہ صورت پرش کا ہی حق ہے۔ نظیر کبریاؤ کے پیار بھی یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن جو پہلک اور فضاہری پرش کے پیار ہے وہ شاید نظیر کے پیار بھی نہیں۔ افسانہ ہر پہلے نہانے کا فرق ہے۔ نہانے کو وہ سوسلی میں کچھ قیاد اور ٹھکانا سمجھنا چاہیے۔ اس تہیوں کی سب سے خوبصورت اور پھر پرش نظم ہے۔ ’ویہاں بہار‘ اگرچہ پرش کی باظلم تحریک کا لٹیف ہے۔ بہت جلد اندر دس دس۔ ہندوستان کے دیوانی ہزار کی اس سے قریب صورت تصور پرش کی نہیں ہو سکتی۔ یہی لگاؤ ہے۔ مگر کا دھیر۔ اس پر ہلکتی ہوئی ٹھیکوں، چلنے سے تر پڑ جیتے اور پرش۔ یہی۔ ٹھیک۔ خیر و نہت میں طرح دیوانی ہزار میں سب کچھ دھیر کی طرح ہے۔ انظر آہ ہے۔ اسی طرح پرش نے افسانہ کے اندر لگا دیا ہے۔ اور یہ کہ ان جہت سے افسانہ کا اپنے حسن خیال کے مس سے حسین ہونا ہے۔ ہادی نغمہ میں ہوتا ہے کہ کیا کیفیت ہے۔ کچھ اس طرح ہی ہر جہت افسانہ کو ٹھیک کر رہے کی افسانہ کی ہی۔ اور اب تجویز کرتا ہوں۔ تو مسوں پر ہے کہ یہ بھی پرش کا لٹیف ہے۔ یہی ایک نغمہ ہے۔ ٹھیکرہائی:

آہ اس ٹھیکرہ چھڑا گئی پر
جیسے ہی سطر ہڑا گئی پر

گلن تم سے ہے کہا تھا
 دلت کو بے بی گھر آویں
 ڈنکے بھٹکے کچے رہیں
 خان گنوا، خدا چرما
 بچا ہاتھ بچا پیر سے
 دہلی میں آئے گا کھڑا
 لگا کر دے سکتے ہیں بھی
 پانچ سو بیسہ ایک لاکھ
 ہم یوں اپنا بیٹا دے دیں گے
 کب اس کے لیے گھر کی رانی۔

ایک سو تیس اور۔۔۔ تو پانچ سو سے لاکھ فرشتہ وارد مقصد ہے۔ لاکھ ہزار ٹھکانے تو ہیں
 اسے اپنے زہن پر تو ابھی پسند نہ کر سکتے۔ مگر ہوئی کہ وہ آئی یہ غصے بے بدل ہو گیا ہے۔

کب فوج گھسٹے ہوئی کی اہم
 شہنشاہ کو چن ہی دیا اب تک
 ایک اور غلط کارکن چاہے کچھ تو ہے استوار کیا ہے۔۔۔ مسیحی بیٹا :۔۔
 موسم سے جڑا ہے نہ کلا تری
 غل میں بھی خشک سہہ کہاں تری
 جڑواں کی سس بیٹا، یہ بھی نہ ہوئی
 کیا خواب گراں میں ہے جوانی تری

من گھڑا بیان کرے کہ بے شکر ہے آدھ مٹھوت ورنہ لاکھ غنوا استوار کرتے
 آئے ہی۔۔۔ مگر ہوئی کہ کئی پیراویں وہ شیر کا سر پہن کر تھکے ہوئے کہتے ہیں۔۔۔
 رہنما ت کو کی کیا توجہ تھی
 پتھر کا کھنڈ پانی کر ہوئی یہ جوہن

لکھوں کے اخیر یہ دنیا سنا ہے جیسی
 آندھیرے کے پہلے میں نیند کا بے نصیب
 چننا اچھوتی تصویر ۔۔۔ اور ان بنا ہے کہ ان کے رنگ کو رنگ کا حظ ہو، صورت یک صورت
 پانا ہے ۔۔۔ اور ان کی موتی ہے ۔۔۔

”موجود میں چھوٹی رنگ لکھیں بے مثال“

اے ایک اور شعور ان کی جفا کشی اور سفاقت کی تصویر میں،
 قہر میں دل کے پتے اندازوں کی رہیں؟

کسی شاعر کے یہاں ہے ایسی حقیقت نگاری ۔۔۔ ہرگز ہے ان کے ہر شعروں میں، ایسا
 نور و حکم شاعر، جو حق کے اپنے دشمنوں کی روک تھام سے ہی میرے جاننے کا ایک حصہ ہے
 اور ان میں اپنی خاطر دہکتا ہوا، جو شعلہ میں لگی کھڑی ہے ۔۔۔ بھیجی ۔۔۔ تو انہیں جو عشق
 کہ صبح ہوتا ہے ۔۔۔ نظر شوں لگاؤ نہیں ہے

ایک چھپر کا گھر، غم کے سائے میں
 اٹکتا ہے دھنکے میں چن چن ہوا
 شام کا وقت ہے اور وہ چاہتا ہے سرد
 مگن میں ایک نچے پر نہ جاتا
 ہر سو دہائی کا گھر اس کے ہاتھ میں
 سر کھٹا ہے، جاسکے ہے کسی سوچ میں
 اور آواز سے ہی کہنے کہ گھر کے پاس
 ایک لہجہ پریشانی خاطر آواز
 پہلے دنیا پر پہلے تہہ گاہی ٹھن
 سوتی ہے کہ وہ صبر کی محنت کے بعد
 آج چھوٹا کئی روٹی کے گاہی ہیں
 تم حفاظت سے کہہ رہے ہو گئے ہر گاہ
 اور صحت یہ میرے گاہی کی صورت ہے

پتھریں لٹک کر اس اثر انگیزی کا ثبوت دیا۔ جو اس کا وہ نمونہ ہے۔ کچھوں کی حکومت ہے۔ کچھ
اشور و بابل میں ابھر آئے ہیں۔

کس نہایت کب کب سے یہاں تک تم کو یاد
وہ میری نہایت کے نام کو اور چاکر
دل لکھتے ہیں کہ جتنے بھیڑیے ہیں بھڑا
بھیرے کے۔ درد گولی پہن انہوں کا
ہاتھ بٹور کر دشمن خود سری کی انگ پر
قیغ کا پاؤں پڑے۔ وہ میری کی انگ پر
پہرے ہیں کہ حکومت بروہی کے نظام گھولنے پہلے کہتے ہیں۔ اس
پاؤں فاقہ سے وہ کہتے ہیں
کہہ کر رہے تھے تم شاہ قمر کے کتے

بھرا گریز کی برہیت۔ وہ جیوں کو۔ ہاتھ کے نظام یاد دہانے کے بعد ملکی موجود ہیں
بھائی کے بہادر سے پیچھے چلے آئی کیلئے یہاں کہتے ہیں کہ فراتے کیا۔

وہ سے پیچھے ہو غنیمت آزاد کی چھ لکڑی میں
کیا خدا نا کر وہ کچھ سوچ آئی ہے۔ دوسری میں
گرجا میں پڑا کی دہا دہی نہ دینے میں ہے
فرق ہے اس میں نازی کی کیا شفا خانے میں ہے

اور انشاء اللہ کہ پہنچے پہنچے یا آخر شہر۔ یہ جاتی ہے اور جو کچھ نہایت توانا آواز میں
یہاں کی سہراؤں کو کہتے ہیں اور اسے وقت کا تینتہا کہتے ہیں اور اس کے یہاں سے ڈال
کہ چینیوں کو کہتے ہیں۔

”وقت انہوں پہنچا جوں جوں تھا
موت کی گھنٹی ہے۔ یہ فرات کی گھنٹی
کہ کہتی وقت گئے تھے سنے مضمون کی
جس کی ترقی کو کہتے ہیں۔ یہ تھا کہ

میرے گھر اُٹھائی گئی تھی۔ یہاں تک کہ "گھر" میں سے اس نے بھاگنا شروع کیا ہے کہ گھر
 تیرا (یعنی وہاں) غلط ہے، کے بعد وہ میرے صوفے پر بیٹھ گیا ہے۔ یہی ہے
 غلطی کا ایک مرحلہ "مستحکم" کے تار کا تار سے دھریا، تم کی تیر میری جگہ کے آخر میں رہے
 کی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے۔ تیر کا یہ دھریا تیر کی حالت میں ایک تیر کے برابر ہی
 ہے۔ تیر کا دھریا ہے "اسے تیر کا دھریا کہتے ہیں" دھریا تیر کا دھریا ہے۔ یہی دھریا غلط
 صوفے ۱۹۵۳ء میں موجود ہے۔ میرے تیر کے دھریا میں ایک شکل نام کا ایک نام ہے۔
 یہ دھریا میری شکل نام سے "اسم" میں ہے۔ اسے دھریا میں دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 کے دھریا کے کہہ دیا ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 غلطی کا دھریا ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 پر غلطی کا دھریا ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 ۱۹۶۱-۱۹۶۲ء میں دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے

اسے دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے

دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے

اسے دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 اسے دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے
 دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا میں ایک نام ہے۔ یہ دھریا ہے۔ یہی دھریا ہے

جہ دہا کی موت کو سنے انہیں دیکھ کاغذ کی بھی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 کام کہ بھی پڑھنے چلتے نہیں دیکھ غمگاہ ہے وہاں سے پہنچے نہیں دیکھ
 دولت ہے کہ بریں دھان کا کپاں ہے
 سے خاک بنائیں بڑے کٹا کپاں ہے

(آئی ٹیگ آواز کی دہا کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ)

دھیرے دھیرے غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ

پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ

پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ

پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ

پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ
 پھر غمگاہ کی سدا کہ چلتے نہیں دیکھ

تیری گفتگو سے ہے دنیا کا ذوق و زین
 ہر کام ایک ہوا ہو ہر شے ایک 'عین'
 ہر شے ہر چیزوں کی ہے تفسیر عشق تیرا
 سب کوئی نہ کہو اس ہوں نہ بول نہ آئیں
 تم میری ہر سب سے شے کو چھڑا دو
 اب تم میرے ہر شے کا دور کی آنکھ اڑا دو
 دیکھو وہ تم علم کی ہے ہر شے ہر شے
 اپنا ہی خود ہے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 ہر شے ہی ہر شے اب ہر شے ہر شے ہر شے
 نکلے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 اہل ہے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 (توڑ لیجئے اہل ہے ہر شے ہر شے ہر شے)

(۵)

قہریم ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 قہریم ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

(۶)

قہریم ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 قہریم ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

قہریم ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 قہریم ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

(۱۱) "راہِ گرامیہ" میں یہی چاہیے کہ بکارتی اسٹے ٹھیکے دہانت کوئی مہینہ
 دہانت ٹھیکہ کا اہل ہے تو مہینہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے

(ج) "راہِ گرامیہ" میں یہی چاہیے کہ بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے

(۱۲)

تقریباً ۱۰۰ سال پہلے ہی میں یہی چاہیے کہ بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے
 بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے ٹھیکہ دہانت سے بکارتی اسٹے

۱. کلاسیک	۲. کلاسیک	۳. کلاسیک
۴. کلاسیک	۵. کلاسیک	۶. کلاسیک
۷. کلاسیک	۸. کلاسیک	۹. کلاسیک
۱۰. کلاسیک	۱۱. کلاسیک	۱۲. کلاسیک

ہے آگ کے باب میں توئی کے شہزادہ کو کی سگری یاد دیکھو !

آگ دہائی ہوئی ، دور چنی ، آگ آجی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ برقع سرخوئی ، مسی ، برائی تھکی ، آگ گرہائی ، غلامت کا غری ، غریب کی

دھیا کی جگہ باری ، انہی کی مدد مسکتی

پھر کا اجی ، آگ کے خدا کی مدد مسکتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

آگ کی جگہ چنی ، برقع سرخوئی ، عورت مسکراہٹ اور مسکرتی

ہر گاہ سے رہی ہے یہ آباد زم ہضم دشتِ ثہامِ وحش سے کشتِ بزم
 میرِ کج و فحش ہے گڑھا کی قسم اس دہریں ہے موتِ یک انسان کا قسم
 جس کی رنگیں ہیں نقشِ جد جین ہے
 جس سودا کا رسم گراہی مسین ہے
 ہر اک نشانِ کشیدہ بانِ خفا اور مسین گیتی پر وحی کی بر لکائی خفا اور مسین
 ہر خط کا پیر بخلافِ خفا اور مسین ہر اک رسمِ بد بیک بانِ خفا اور مسین
 جس کا ہر کلام چہاں سے کہے ہوئے
 ہر پند میں خفا اور کافوریاں سے کہے ہوئے
 ہر چند الہِ جود سے ہوا یہ بارِ عیا ہر حال کے گونا گوارِ شہیدانی کر ہوا
 بانِ رہے و نام زنی پر مسین کا مسکین کئی کا نندِ عجز و نہ چلی سے
 چاہی نا خود کے پر سے نصیب ہوا
 اب تک جہالت کا علم سپہ کشد ہوا
 (تجلی ملیح آبادی کے کمرے میں منشا دہ)

(۱۴)

درجِ مرتبہ ماسکن کے تہی خفا اور جہالت کو چھڑنے والی ایک نالائقِ نظم و عجز
 مرتبہ نالائقِ نظم سے زیادہ اب ایک ظلم و جورِ ظلیفہ و ظلم ہے۔ عجز و مرتبہ کا ظلم و ظلم
 جب زیادہ جلد ہوا تو اسے خلعتِ اب سے لے کر نام و گواہ اس کے انتقال کی تا کامِ شہادت کے تہی
 کیا گیا۔ اب فرستے ہوئے مظاہرہ کرتے ہوئے
 جود و جود سے کہیں جہالت سے کہیں اس کے ساتھ ہیں اس میں کس نے بھی ہر گاہ سے
 جس کی فکر و فکر کا جود و جود سے کہیں جہالت سے کہیں اس کے ساتھ ہیں اس میں کس نے بھی ہر گاہ سے
 یہاں جہالت اس میں کس نے کہیں اس کے ساتھ ہیں اس میں کس نے بھی ہر گاہ سے
 جود و جود سے کہیں جہالت سے کہیں اس کے ساتھ ہیں اس میں کس نے بھی ہر گاہ سے

چہ مشورہ تم و سنگ کے بھروسہ کیلئے ہوتا ہے۔ ان کی شاعری کا تہنک غیروں نے نہیں
 جو ان شعور کے درویش اور کوثر وہ وہاں ان کی نثر بھی اس سے عوام نہیں ہے۔ لیکن
 انھوں کا مقام ہے کہ جہاں ان کی شاعری پر سیکڑوں مضامین و نقلے لکھے جا چکے
 ہیں وہاں ان کی نثر پر ہیبت کم لکھی گیا ہے۔ ان ہیبت کم لوگوں کو ہم براہِ کار چوتھی
 دہائی دور میں اور انھیں دلفنِ عربیہ کی نثر لکھنے کی کھل دیکھنے کے۔ دعویتِ شعور
 سخن کے نورِ امتداد نہیں بلکہ ایک صاحبِ حزم و تربیت ہو گئے۔ ان کی نثر ان کی شاعری
 ہی کی طرح اپنے ایک سنگ ایک انداز رکھتی ہے۔ اگرچہ نثر میں شاعری سے نثر کم ہے
 مگر ہیبت میں کسا طرح کم نہیں۔ اور آج اس بات کا اشد ضرورت ہے کہ جوئی کا
 بحیثیت نثر نگار مقامِ عظیم کیا جائے۔

مشق سے جب اُن کی بھی تفسیق مضامین آتے ہیں تو اس میں نظم کے ساتھ نثر
 بھی آتی اور اسی نثر میں جیسے ہی اُن لوگوں کو اپنی صورتِ نثر مگر یہ۔
 اگر انہی ہیچے نہ ہوتے لکھا۔

”آپ کی نثر بھی خوب ہے لیکن وہ آپ کے آپ کے اہلِ دل ہی دیکھ لیں تو وہ
 بھی میری خوش نصیبی ہوگی کہ میرے بعد آپ ایسے نہ کر کے دے دے ہاتھ
 دے دیں۔“

نثرِ عظمیٰ ہے اس لیے اُن غرائزِ عظیم سے بخل نہ کرے۔

”اُن اُن تمام جو ہر وقت سے ہرگز ایک نظم و نثر کا جوڑ بیٹھی
 کی طرح میرے ساتھ ہے جس کے آواز پھولوں کی شمیمِ عزتِ عالم میں
 پھیلی ہوئی ہے۔“

نثر جو شکر کی شمع اتنی بڑھتی کہ نور ان کی نثر کے چراغ کا وہ اس کے

یہ کجرا نا اہلی گانے شکر ”دلچاہہ“ صحابی کی مشق ہے۔

یہ شعور و ادب کے آئینہ (است) اور نثرِ عظمیٰ شکر ”دلچاہہ“ میں۔

ان کے دم معلوم ہوئی تھی۔ ان کی شاعری کی عظمت نے ان کی نثر نگاری پر اس طرح
پرہیز ڈال دیا کہ اس صورت سہیدگی سے خود ہی نہیں کیا گیا۔۔۔ وہیں کہ ہر بات پر تصدیق
یہی تھی جس طرح وہ نثر نگاری صحت پر اظہار نہیں کرتے تھے۔۔۔ وہ ان کے وہ
اس کی سطح تھی کہ ہر شے کی طرف بھی توجہ کیا جاتا۔۔۔

شاعری ہی کی طرح ان کی نثر بھی بے خودیوں کی حامل ہے۔ ان کی دلچسپی صرف
نے ان کی نثر کو بھی شاعری بنادیا ہے۔ دلچسپی یہی جو تھی کہ نثر کی پیداوار کی چیز ہے۔
جو شخص چرچا پیدا کرنا شروع کرتے اس سے نثر ہی بھی اخص ہے وہی وہ شخص ہے جس کی
دعا کو تو اس سے دعا کی ہوئی نہ ان افسانوں کے لئے ہی۔ خیال ہے کہ یہ سب کے سب اس
انداز میں پیش کر کے کافی نہیں ہیں بلکہ بہت گہرا کر اور چند پیشینہ صفا کو
نگاروں کی طرح جو ان کے اس طرح پیش کرنے میں بھی کوئی غلط فہمی نہیں فرما کر رہی ہو۔
جوانی کا مزاج دلچسپی تھا۔ ان کی شاعری دلچسپی تھی۔ ان کی نثر بھی دلچسپی ہے۔
استعارہ کے گہرے میں پہلے پہلے جب ان کے خیالات کا ایک ایک پہلو پہلے پہل
تو اس پر وہ ہر کی سن کیلئے جاری ہو جاتی ہے۔ نئی نئی باتیں کرتے ہیں۔ نئی نئی
تجربیات و استعداد سے کام لے رہے ہیں۔ جس سے ان کے اسلوب میں جنت اور
تجدید پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کے نثر اور نثر نگاریوں میں یہی دلچسپی اسلوب ہے۔
وہ آداب کے نثری اوراق یا وہ ان کی ہر بات کے جھڑپے اور بہت سے مضامین
میں جو مختلف رسائی و غیر میں پہلے پہل ان کا اسلوب ہے۔ وہ آداب ہی
ایک جگہ لکھے ہیں۔

"پہلے پہلے آداب سے ایک دلچسپی ہے۔ نفا کو جاتی ہوئی آئی
اور میرے عینے میں جذب ہو گئی۔ جمع ہوتے ہی وہ دلچسپی میرے عینے
سے باہر آئی۔ انہوں سے کئی افسانے کی لہروں میں نہانے لگی۔
وہاں سے باہر آئی۔" "ہاں میں گئی افسانہ نگار کا گھر میں چھپ گئی۔
میں اس کے گھر میں۔"

مجھوں کو چٹھائی پر لے پھر میرے نزدیک آئی اور میری بدن گواہی سے
 مجھ کو قدم کا ناست میں پھین گئی۔

اس واقعے کے بہت کر دیا کہ مجھ میں اور منہ پر قسمت کی صورت لگی ہو
 رہی ہے جو دوسرا کیا کرتی ہے۔ میں کائنات میں شہب ہوں اور کائنات
 مجھ میں۔

یہ عجیب بات ہے کہ کشتی اویار میں غرق ہو کر وہاں کشتی میں قویا ہو چکا
 یا دوسرا کی بات میں ایک جگہ لکھتی ہیں۔

اور، آزاد کے ساتھ لکھنا بھی ہے، ان کی صحبت نے میرے دل کو
 جو یہ بات کے صفحہ پر توفیق سے فہم پر دو دی۔ اور میرے دل میں اس
 وقت یہ بات آئی کہ اس قدر دے دے کے جسم اور عجز سے جو کچھ میرے
 کا کوئی اور جہاں کر ہی کیا سکتا ہے۔ ہندوستان کی آزادی اور
 لکھنا ہی یہ یہ منہ اور منہ کی دلی ہر ایک کے لیے کو ڈھانک دیا۔

تو جی میں میں یہاں سے اور دور، عجز، سبب و کار ہے جو کچھ وہاں
 میں اپنے مخصوص انداز و سبب سے نہیں جانتے۔ اس بات پر دلی ہی سے
 خوش گوئی میں تاحیہ پہاڑی طرف، دل کہ، یہ ان کی شکر کا ایک نمایاں خصوصیت
 ہے۔ اس سے ان کی تحریروں میں رنگ، مضمون پیدا ہو گیا ہے۔ تاحیہ پہاڑی میں اس
 دور کے شکر کا دیکھا دلچسپ اور مسرور بھی خوش کامیاب نہیں کرتے۔ شاعر
 آفرین میں ڈاکٹر رام مرتضیٰ غفری لکھتے ہیں:

”جو کچھ ملنے ملنے زبان لکھتے ہیں اس کی دم ہے کہ شاعری ان کی
 رنگ رنگ میں دیا ہو گیا ہے۔ ان کی پیشہ تحریر یہ نہیں ہے جو تاحیہ پہاڑی
 کا ایک ملنے لکھتے ہیں۔“

کی بھی کی نہیں۔ کہیں کہیں وہ بیٹے تمہارے میں خطاب کرتے نظر آتے ہیں۔ شادیت بھی ایک جگہ لگتی ہے۔

”جب کہ ان کے دل پر سے آتے ہیں تو عقل کی باتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیتی ہے اور جب قسمت کو یہ تصور ہوتا ہے کہ کوئی ہی قسمت یہ ہے کہ تو جو جائے تو پھر افراد کی ذہنیت ہم پر ہے کہ ہے کہ عقل کی باتوں پر عمل کرنا تو ممکن ہے وہ عقل کی باتوں سے وہ بھاگتے لگتے ہیں اور جو شادیت میں سے انہیں عقل کی باتوں سے مناسف کا جوڑا کرتا ہے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اور جو طیب اللہ کے واسطے وہاں تیار کرنا ہے وہ عورت سے درخواست کرتے ہیں کہ اس کا منہ ضبط کر لیا جائے۔“

جو شخص کی نظر کی ایک اور نواں نواں آن کی ذہنیت ہے۔ جو شخص کی ”شادیت“ کے پروردگار نے اُن کے ساتھ وہی اور اس کا خیر اُن کی تمام تعذیب میں ہوا ہے۔ جو شخص کا انفرادی اور مخصوص شک ہے۔ مگر ان کی ”ذہنیت“ اور ”انانیت“ زیادہ اثر نہیں کرتا۔ ان کی اس نے کوئی کے جواہراتی اس سے نے پر کی شادیت سے اچھوٹے نہیں دیا۔ وہ غریب کو خوش اور دشمن بدلنے میں اپنی تمام تر وجوہ صرف کر دیتے ہیں۔

جو شخص کی نظر کو اکثر قسمت پر ان پر لگتا ہوتا ہے۔ اُن کے ہاں عقل کی بندش اور کعب کی جنت اور تعذیب کی خدمت ہے۔ وہ بیٹے انسان اور بچے عقل اور میں عقل سے مشغول اور دین سے دلچسپی نہیں کو ادا کر جاتے ہیں۔ وہ میں و خصوص پر ہی غور کرتے ہیں اُن کے ساتھ بے غفلت ہے۔ وہ غفلت کے ناخدا ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کی نظر و نظر میں ان کا سمندر تھا نہیں اور ایسا ہے۔ شوری میں جو شخص کہ غفلت کا وہ ہوا گیا ہے۔ اُن کی نظر میں ہی یہ کیفیت درج ہے۔ یہ وہ غفلت و غفلت و غفلت و غفلت ہے۔ اُن کی نظر کا ایک سمندر ہوا ہے۔ اُن کے اپنے مناسب مقام پر آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عین دنگ

فیصل آباد کے رہنے والے ہیں۔ آج کل میں احمدیہ اور حقیقت فانک مخالف مذہب میں اچھی بات کرتے ہیں۔ پروردگار تعالیٰ اس قدر بلند ہے کہ جہت جوئی ہے۔ نئے نئے عقائد و فرائض کرتے ہیں۔ نئی نئی تراکیب استعمال کرتے ہیں۔ کہیں کہیں عرصہ میں بھی دور چل کر دیتے ہیں۔ تا اگر یہاں چند ہیں، اپنی ایک نئی جہت پر جوش سکے ہمارے میں لگتے ہیں کہ وہ خدا کی راہ چل کے ایسے منور و باخلاق انسان بن کر رہتے ہیں جو کہ دنیا میں دیکھنے میں نہیں آتے؟ انھوں نے اس قدر تراکیب و فرائض کی ہیں کہ ان کو شمار میں مشکل ہے۔ بہر حال اس تراکیب اور عقائد میں استعمال کیے ہیں جو غیر انوسس لگے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ جہنم میں ناکے ہو ایک دن میں داخل ہو جائیں۔

”انھیں یہ سمجھنا کہ انھیں نہایت کا انھیں خدا کی بات کی نفرت ہے؟
 پر نہیں بگڑا لی اور خدا تعالیٰ کیا زندگی پر کرتا ہے؟“

یا رسول اللہ ﷺ

”اے میرے پیارے خدا، مجھے یہ بات کہانی کے لیے حق معلوم کر اب دے لیگی
 یہ کہ ان کے منہ سے وہ بات کی خوش چاہی گئی ہے؟“

یا رسول اللہ ﷺ

”خداوند خدا کی بات کہانی کی خوش چاہی؟“

اس کے باوجود جو حق بات ہے اس میں ان کی غریبوں میں تخیل کی حد بندی نہ ہو گی
 وہ شہادت کے استعمال سے ان کی غریبوں میں تمام لوگوں میں اگر وہی جہت پروردگار
 کے لیے نازی نہ ہو گی کہ جانی ہیں، مثال کے طور پر ان کی بات پر اسی کے چند نمونے نقل کیے
 جاتے ہیں۔

”جہت پروردگار تعالیٰ میری بات میں اگر پہلے لگی، وہ لگے کہ میرے ہونے
 سوا کیا زیادہ تھی کہ تم ایک طرف انھیں بھر پوری سے نکلنا خاطر چنگ لی؟“

یا رسول اللہ ﷺ

”انھیں کیا خبر کہ ہم خدا تعالیٰ کے حق میں ہیں اور دیتے ہیں کہ حق کا حق

ابتلاوات

کھانا کھاندا ہوتا ہے۔

”اس کی صورت میری نگاہیں، اٹھتی تھیں تو یہاں صوفیوں پر تھانے لگا کر اس کا چہرہ
میرے تصورِ جمال کے سہیلے میں ڈال دیا ہے اور میری آنکھوں کے شہنائے
سے اس کے خندِ خال تراشے گئے ہیں۔“

یادوں کی بات - ۲۵۳

”میں اس کے جمال کی خورج یوں کر کروں، اخلاقیہ جب اس کے عشقِ اولیاء
ڈالنا ہوں تو ان کی پٹیلیوں کا پختہ نکلے گا۔“

”بہرے بلی تو سفید جو ہے جی لگراپ تھیں رکھیں کہ میرا دل، لگا لگا رہا ہے۔“

”یہ اور جب تک دل سیاہ ہے جاتی رہتی ہے۔“

”اس کی رنج کی کب دھار آنکھوں میں آخیر ہوئے ہوتے تھے، اور ہوتی آنکھیں پانی کی
تھیں کہ قشتہ پہنچا۔“

یادوں کی بات - ۲۵۴

”جس طرح میں کہ چادرِ جہول کے ادھ لٹا کر اور پھر بند سے کچھ کرنا، کرنا
جانے اس طرح اچھٹنے اپنی جائداد کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے، کہہ دے؟“

یادوں کی بات - ۲۵۵

”عصمت کے قانون سے مزین میں دینے سے گریز کرنا ہوں اور ان کی تفریہ میں

اسی بے شمار ہیں لی جاتی ہیں۔“

”یہ فیصلہ چلنا، تھا آزادانی ایک نظم میں ہوش کی حرکت طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

آپ کی منشا آپ کی بات

میں و اپنی منشا، تھا داخلی

دل انھیں آج تک ٹھہر دیا

یہ لمسِ آزاد بھی گھٹا نہ سکا

ایک اور نظم میں لکھتے ہیں:

تیرے جاننے سے دل شعورِ سخنِ افسردہ ہے

نشر کے لب پر ہے آوازِ خفا کی ترسہ نظر

”وہیاد خیر“ ہے ایک مضمون اسن گزرا دہات میں۔ جوئی کی سب سے بڑی شخصیت
پادری کی بات کے تحت سے لکھے ہیں۔

”ان خاصوں کے باوجود جوئی کی نثر اُن کے منطوق اور چندار اسلوب کا ایسا
کارنامہ ہے، جسے خداداد دل چاہی کے ساتھ محنت کے ایک جلیں بہا دلیری
کے طور پر اچھا اور استہلال کیا جائے گا۔“

”وہیاد خیر“ صاحب نے اپنے اٹھارویں، دہائی کی بدست میں جوئی کے اسلوب کی تعریف
کر دی ہے۔ اگر حقیقت یہ ہے کہ اسے محض اس لیے اچھا اور استہلال نہیں کیا جائے گا کہ یہ
محنت کا ایک پیش رو یا فیروز ہے، بلکہ اسے اس لیے اچھا چاہئے گا کہ اس دہائی کی سرکار آرا
کتاب ہے۔

”اکوڑام“ مضمون غریب ہے ایک مضمون ”یادوں کی بات“ کا اسلوبی تجزیاتی حصہ ہوا میں
”مجموعہ“ کی۔

”اس کے عظیم دست پر ادب میں بہت اہم حصین آتا، اور ان کا نام آتا ہے چندار
دہائی کے نام ہے۔ چنانچہ یہی وہی جوئی ہے ایک انفرادی حیثیت کے ایک
پیر۔“

”دہائیوں کے لیے اسے ملحق اور شاد آکر لیا چند میں یادوں کی بات کے صاحب
پر بحث کے لیے لکھے ہیں۔“

”میری رائے میں یہ اس دہائی کی بہترین اور خوش حال ہے۔ اس سے ایک بڑی
نندہ شخصیت اُبھرتی ہے۔ اس کے صاحب اس کی بڑی خاصیت صوبہ، اس کتاب کی
یہ جوئی کو صاحب اس کے انشائیہ اور دہائی ”اسن صوبہ“ میں لکھا دہائی
ہو گا۔ ”نیا دہائی“ اور ”نیا دہائی“ وغیرہ کے ساتھ جگہ دی جائے گی۔“

”مضمون اسن گزرا دہات“ ”وہیاد خیر“ ”اسن گزرا دہات“ ”مجموعہ“ ”نیا دہائی“
”یادوں کی بات“ ”اسلوبی تجزیاتی حصہ“ ”اکوڑام“ ”مجموعہ“ ”نیا دہائی“
”مجموعہ“ ”نیا دہائی“ ”نیا دہائی“ ”نیا دہائی“ ”نیا دہائی“

برائی کی خبر کا یہ طور ہے جو اس بات کو سمجھاتا ہے کہ وہ بہت جیسے ان کا یہ زمانہ
 اور یہ لکھ کر کہ یہی ان کا اسلوب جو اختیار ہے۔ غصہ میں نہ اور نہ بے تکلف اسلوب
 اختیار کیا ہے۔ اشارہ آیت میں لکھنا سب سے جس میں غصہ بڑا اور قہر سے کھڑا ڈالنا ہے۔
 بدعتِ اکتب میں چرا سبب دیا ہے۔ وہ کسی اور تعلیق میں نہیں جاتا اور بڑا مستحکم جوئی کی تعلیق وہ
 چند دفعہ میں ادبِ تعریف کے ہر سے لکھنے والی میثالی کو دیتے ہیں۔ یہ وہی آیت جوئی
 کی سب سے بڑی تعلیق ہے اور اس میں یہی وہ کتاب ہے جس پر جوئی کے حوالہ کا اشارہ
 کیا اور قائم کیا جاتا ہے۔

اس میں وہ سب سے اعلیٰ حد تک ہے کہ یہ آیت کی جوئی خود نوشت سوانح ہے۔ خود
 اعتبار سے اس کتاب میں ذکر جوئی میں ہی مگر اس میں وہی اعتبار سے یہ کتاب اس کتاب کے
 بعد سب سے بڑی تعلیق ہے۔ اس کتاب کو بڑا عقیدہ آیت ہے۔ سب سے سبب سبب کا حوالہ
 ذہن میں لگائی گئی ہے۔ اور اس بات کا اصرار ہے کہ جوئی میں اس کتاب کا حوالہ
 کے روشن ترین حد میں ہے۔ یہی جوئی کی چلتی ہے۔ ادبِ اکتب کا حوالہ ہے۔
 یہی جوئی کے پہلے جوئی کے اس میں جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔
 ہر کتاب کا سبب جوئی میں جوئی کی اہمیت ہے۔ یہی جوئی ہے۔

اس میں جوئی کی اہمیت ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔
 یہی جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔
 یہی جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔

یہی جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔
 یہی جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔
 یہی جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔ جوئی کے حوالہ ہے۔

ہر دم میں ہر مکان سے اُلا اُلا کر
 طور تشنگی قدر تک جاسے
 تنہا ہجروں کے کی چھ یہ عمر بھی
 نیکڑوں کو سس تک دھک جائے
 آٹل ہر گشتگانِ رستم
 یہ دھک مٹے ہی ہڑک جائے
 مٹیابی زہد کے صبر کا جہنم
 شفتِ جہل سے پھٹک جائے
 استغیثوں کی کمان تنگ انداز
 فرق مصور پر کڑک جائے
 یک ایک بدسیاہ کی تصویر
 لونِ نقیر سے پڑک جائے
 بھڑائی غزاں کے طغوں سے
 دل تازہ بہار یک جائے
 اب اکی غمت سے دو کوٹاں ہے
 کو ذ آئو کوئی ٹپک جائے
 لڑ رہی ہے کہ وقت کراہیش
 نہ لائی کبھی تڑک جائے
 میں جب آؤں تو بحث سے کھڑے پر
 دیکھیں چاندنی پٹک جائے
 کہیں مینا نہ دے دم غمت
 کہ گئے ہیں ضا ایک جائے

بھیں ایسا نہ ہو کہ سسکی سے
 شہرہ دہن دل تک جاسے
 دلِ آشفق کا وہ چہرہ
 نہ کہیں آنکھ میں ٹپک جاسے
 پھر ہی کیوں کر چھپاسے سوزِ دروں
 یہ کہ تک دل کی آنکھ تک جاسے
 کیا چھپی انہیں کہ جب سر سے
 ہر بار ہوا میں ٹھٹک جاسے
 بھل کر گئے مسعودِ سراں سے
 تیرے کاٹا سا رک ٹھٹک جاسے
 نصیبے ماحول سے تو خونِ ہسٹر
 جو زلزلہ سے پھٹک جاسے
 بھیں ملنے کے واسطے آنکھیں
 ادھن میں نظر پٹک جاسے
 یہ خیمہ لہو پہ چھٹا کے اسے
 لڑا لم آنکھ میں چمک جاسے
 پتہ رہے تو نگاہِ جیسٹ اٹھے
 وہ چھ تو قدم پٹک جاسے
 کٹ جاسے تو ہاتھ کا پتہ انہیں
 سب جاسے تو دل و چراگ جاسے
 جہاں کہے وہ ایک پہلی بھی
 سو جگہ سے شب تک جاسے

دو شعلوں کے درمیان

۴۴۹

پھر وہی شعلہ آؤ و زوری ہے
 پھر وہی زوری ہے پری ہے
 گنبد قیوم میں جسدِ رحیم
 گونج آقا ہے شہابِ کاظم
 دن کو چھوٹے ہرے آؤں کے
 شور انگن ہے جیل میں برسات
 کال سے تپ رہا تھا جو مسدود
 آگنی ہے اسے وہاں بسیا
 دل کے تھلے میں آپکا ہے دانا
 قلمِ نوری سے کیب میں ہے چراغا
 آؤ پر لب ہے لعلی اداک
 کاسِ صبر میں آؤ رہی ہے خاک
 بند ہے بابِ طریقت و صفت
 لاقِ حیرت میں منکر کے ہوس
 سواں میں جو پلکیں ہیں لبِ خندہ
 پروں پر نہ آؤ ہوسِ خندہ کی

بکشتی پر چڑھوں گا اسفہ ہے
 برہمن من سب دیکھا نہ سب ہے
 کمر طرت ہے دماغ کی مشائی
 سب کہاں ہے وہ ناز آگاہی
 کون ہے ملک ~~.....~~ : تفسیر تم
 خیریت تو ہے قہر عالم
 ۴ پر آنسو جیسا تو اسے یادو
 ملک دل کو تو کھینچ کر یادو
 ۵ : سونے سے سوئیاں گرم
 شہر یحییٰ کو کہے : ۶ ام
 جلد آؤ تو اب قہر کا
 ۷ : میں دقت سے مہلت کا
 ۸ : بنوہ : حق ہے تفسیر
 ۹ : خلا پر چھوڑ غز کے حجر
 ۱۰ : تخت اور دھنک پتہ
 ۱۱ : سر پتہ غز : پتہ نکاد
 ۱۲ : پیش ہے دھنک دارچ
 ۱۳ : نکالنا : ٹوٹا کے ہر ہی
 ۱۴ : کیوں کہ اسے کم فکر جوں دھنک
 ۱۵ : کہ : ہمت ہو سکے معلوم
 ۱۶ : کہ : سرکار دھنک : تفسیر
 ۱۷ : گزرتی ہے قہر شاعر پر

مے عربانِ مسلم و جہیل ہشاہ
 ترمو اس سائے سے کب اجاڑ
 بچے کوئی غورِ لوح و سحرِ پاؤ
 دوش پر ٹہل کر روائے نیہار
 ایک آنکھوں سے چپ بپائی ہے
 استادوں کی خمرِ خمرانی ہے
 ہمشعہ گونِ مسلم و ظفر
 تم کو اس بات کی خبر ہے سر
 پگھڑی بپ پیاڑ اٹھاتی ہے
 نچن آستانِ ثواب بپائی ہے
 کیا کہوں دل میرا ہے کیوں ہے بھی
 دو نگارِ لوح کے سا میں
 ہر خطِ ہر قلمِ سلفی ہی
 ہائے میں کیا کہوں کہ وہ کیوں ہی
 کب دونوں کشتِ ریاں دونوں
 میرے ہی کٹوارِ ریاں دونوں
 پلپٹاتے ہیں ، بسبکتی چپائی
 کیجئے اوچھڑا کر سے نیچے ہال
 پڑا سے پڑا بیڑی سائے
 اٹھری ، اچھڑائی اٹ پٹائی
 کھپائی گان پرستوں جنہیں
 رسائی اٹھائی پرستوں میں

جب دلت میں ہوا سسکتی ہے
 خون میں کم سسکتی بھٹکتی ہے
 رانسی میں ہے جب بھڑکے غم
 دھڑ پانی ہے دھڑ تک لاشیں
 ہزار ٹکڑوں پہ جب پھن ہے
 نال دلت سے میرا اہل ہے
 پانچوں میں قلب کی دو ہولناکی
 بدلتا ہوں کی آہ میں افسانہ
 اسے کہوں کہ ہر قسم پہ گناہ
 اگلے بغور میں جیسے تار
 جلدی جلدی پر ہاتھ کرتی ہیں
 سسکتی اہل سے رہا کرتی رہا
 بخور میں جو بھی گھس گھس میں
 کوئی اٹھتی ہیں کوشیہ میں
 زیر دل آہنگ سناتی ہے
 چراغوں میں جھپٹاتی ہے
 سکراتی ہیں جب ہ ناز و آدا
 بیچ اٹھتا ہے ایک ٹکڑوں کا
 اسے کیسی پڑی ہے یہ افتاد
 صید ہے ایک اور دو صیاد
 چھ خفی ایک ہی سے آنکھ لڑی
 دوسری آنکھ دھم سے کود پڑی

میں نے اُٹھتے ہی اُٹھائے وہ طوفان
 گونجا ہو گئے میرے دوست
 پہلے تکیہ دار و سرسبز
 دوسری پہاڑی ڈیرہ دوست
 میں نے اس سے کہا کہ اسے ابڑ
 ہم کو زخموں کے دھام میں نہ بکڑ
 ایک نئی شمع کے نام سے نادان
 گرچہ کہ بولیں وہی دل کا مکان
 میرے دل پر چلا نہ تیسرا نگاہ
 غم آؤ نہ کہہ پر ہو ہفتہ
 عشق کے یہ اگلا بھسک الوہی
 اس نے غم پیسہ کر کے انہوں
 انہوں سو گئی تو انہوں نہیں
 ہاتھ کا یہ گھڑا جو خوب نہیں
 دل میرا ہو گیا تب و بالا
 آفت کھڑی کے لوہا کا بھلا
 پھر رہا ہو گیا وہی غوغا
 آگ سے تکیہ سال پہلے کا
 ہاسے دل کا نہ کیوں ہو کام تمام
 ایک فن چہرہ ہے تو ایک محترم
 ایک میں علم ایک میں پھل
 ایک گھبر دوسری آغوش

ایک ہی مشاعری کا سوز و گداز
 ایک ہی رائی کی کاغذ و ساز
 اس کے نظریے پہ ہے جالِ شعور
 اُس کے پیروں پہ طغیوں کا دفر
 ایک مشید ہے شر و عکس
 ایک جہاں ہی شعراء ست ہر
 اس طبعِ دانت ہی زنی ہوئی کہ
 انہیوں کی تھمسیاں پوری
 گنگا جہاں کا ایک یہ ہے رنگ
 گنگا جہاں کے دوسرے میں اُستاد
 ہیں قزاق اہل ہی اُس کے ہاں
 اور یہ گز کا رہی ہے سر پہ گلاب
 اسی جوت ملک ہے یہ بند تھا
 اسی جوت تھل ہے یہ نام صدا
 ایک طبعِ ظم کی پسکتی مشاع
 ایک طبعِ جمن جمنی پستاع پستاع
 اُن کو دیکھو تو یہ بگڑتی ہے
 اُس کو دیکھو تو وہ جھگڑتی ہے
 ایک کہتی ہے ہی جہاں کے رہا
 جس کو جیتے سے کیوں دکھائے رہا
 ایک کہتی ہے علم کر سکتے رہا
 کیوں ہی اب دوسری پہ فرستے رہا

ایک کچن ہے دھڑ مست ہو تم
 ایک کچن ہے بہت پرست ہو تم
 دھڑ دھڑ دھڑ کے تارکے ہو
 تم سوہو نہیں ہو، سترکے ہو
 خود کو دونوں کے درمیان اس
 کھل کے ہو، نہیں کبھی جھگڑا
 دونوں اقوام پر یہ دھڑاتی ہیں
 آنکھوں آنکھوں میں ہنس کر رہی ہیں
 ترقی ہی نظر سے ہاتھوں کو
 مارتی ہیں ہر ی نگاہوں کو
 ہر کھ کشش میں ایک کراہی آہ
 دیکھ سکتا نہیں پلجے کے نگاہ
 دم دم ترقی میں بڑھتی ہیں
 رہنے ہاتھیں تھری مڑتی ہیں
 ہر پلجے ہے ایک ہی ہو نظر
 آنکھ سے مارتی ہے وہ ہنسر
 ہر نگاہوں میں ہے مرودہ چور
 پیچہ ڈھیلوں سے ہر حواسی چور
 میں اُتھر جاتی یا دھڑ چاؤں
 یا دھڑا ہے پگھٹ کے مر جاتی
 جان مٹھ کر ہے دل مٹھائش ہے
 کر دھڑا بڑی کٹ کشش ہے

ہر نفسِ قرآنی ہے
 کہ بھی بادل میں ہے یہ ٹھانی ہے
 دہلی پہل کا دور نہ پھولوں کا
 دوسری کا بھی دل نہ قڑوں کا
 ہاں گونگوں کا غلبہ سوز میں
 اور اسے جھپٹا لگے جہاں میں
 دوسری پر جہاں واروں کا
 اور پہلی پر جہاں واروں کا

صبح دیر سے بیدار ہونے پر

۱۳۰۷

میں سوتا رہا میں دیر تک
 سیدہ چند پر خدا کی اور
 کچھ بھی نہ سکا دانتوں سے
 اور سب سب انگار
 ان ہی کدو میں نہ کچھ سکی
 دھڑک شعور کی جھلکار
 کچھ بھی احوال میں رہی جسکو
 طائرانِ صبح کی پرہیزگار
 ان ہی صبح بادل پہ پرواز
 پہلی دھڑک کا دربار
 ان ہی صبح کا یہ دیر صبح
 کھٹکتے رہے دیر بیدار
 ان ہی زبانی جہاں جھلک نہ سکا
 نہ اندھیرے کی غاموشتی کا مستند

تاج بھی نہیں ہے تخت گر دی
 کسی غریب کو دوست بہادر
 تاج بھی سرنگوں رہا بھر دی
 تاج حوان و عشق و انبیاء
 تاج بھی کجی آدھیں ہر
 محبت جنت و آخرت بہادر
 موت و حیات کو مٹھنے سے
 فتح بھی ہر ملک و دیار
 تاج بھی کھنڈا ہوا ہے جھٹکا
 غریب سے ثابت و سیار
 تاج بھی تاج کا نہ ہو تاج سے
 بھگت ہر پیر و کبار
 تاج بھی دل پہ پڑا ہے
 تاج بھی سر پہ پہل گئی گوار
 تاج بھی تاج کا نہ ہے نصیب
 سچا دوست رہے گی ہر گوار
 ہر غفلت سے ہٹے کب تک
 کٹ کٹ کٹ رہے ہر گوار
 عشق کے لالوں پہ کاسے کسے
 اور ہر گوار ہر گوار
 تاج بھی گوار کر نہیں گوار
 ہر گوار تاج کا نہ ہو ہر گوار

جنس دے ہی لادہ پیچھے میں
 توڑتا زینتِ طربِ انشاؤں
 اسکا کعبہ حرم کا طواف
 آفت ہے اسے برحق شمس کے نذر
 تجھ پہ لے جیسے دوسرا نصف
 تجھ پہ اسے خوابِ نازِ بھٹکار
 تو نے اچھا کیا بہت اچھا
 لے سپرد کیا زحلِ مسئلہ بار
 کوسرِ خوشی ہے بھروسہ پر
 غمگروں کے نکال دے انبار

اٹھائے عمارتِ انار کے بسند
 صندوقی میں حاضر ہوا تھا یہ دیو
 برحق۔ بندہ کمال دیو
 اے شورشگر پر شاہِ صاحب کے نامِ ظفرِ میر سے نکلا ہے۔ خوب

دل کا جو راستہ ہی نہیں دھرتے
 ان پر شے کا شمس ہم تو ہیں نرسے
 اس کا انجام اگر جگت ہم
 دوست داری کے نام سے دوست

کیا قبر حق کو ہیں وہ مشترک دست
 زلمہ جن کے کبھی نہیں بھرتے
 ٹوٹ دیتے ہیں ٹیٹے دل کو
 اور پھر مسدود ہی نہیں کرتے

بخشنی مرقوم

۱۳۰۲

تصانیف جویش

شعری مجموعے:

۱۔ دیوان	۱۹۲۰ء	۱۹۲۰ء	۱۹۲۰ء	۱۹۲۰ء	۱۹۲۰ء
۲۔ آواز	۱۹۲۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۲۱ء
۳۔ شاعری	۱۹۲۲ء	۱۹۲۲ء	۱۹۲۲ء	۱۹۲۲ء	۱۹۲۲ء
۴۔ نغمہ نگار	۱۹۲۳ء	۱۹۲۳ء	۱۹۲۳ء	۱۹۲۳ء	۱۹۲۳ء
۵۔ شعری مجموعہ	۱۹۲۴ء	۱۹۲۴ء	۱۹۲۴ء	۱۹۲۴ء	۱۹۲۴ء
۶۔ شاعری	۱۹۲۵ء	۱۹۲۵ء	۱۹۲۵ء	۱۹۲۵ء	۱۹۲۵ء
۷۔ شاعری	۱۹۲۶ء	۱۹۲۶ء	۱۹۲۶ء	۱۹۲۶ء	۱۹۲۶ء
۸۔ شاعری	۱۹۲۷ء	۱۹۲۷ء	۱۹۲۷ء	۱۹۲۷ء	۱۹۲۷ء
۹۔ شاعری	۱۹۲۸ء	۱۹۲۸ء	۱۹۲۸ء	۱۹۲۸ء	۱۹۲۸ء
۱۰۔ شاعری	۱۹۲۹ء	۱۹۲۹ء	۱۹۲۹ء	۱۹۲۹ء	۱۹۲۹ء
۱۱۔ شاعری	۱۹۳۰ء	۱۹۳۰ء	۱۹۳۰ء	۱۹۳۰ء	۱۹۳۰ء
۱۲۔ شاعری	۱۹۳۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۳۱ء
۱۳۔ شاعری	۱۹۳۲ء	۱۹۳۲ء	۱۹۳۲ء	۱۹۳۲ء	۱۹۳۲ء
۱۴۔ شاعری	۱۹۳۳ء	۱۹۳۳ء	۱۹۳۳ء	۱۹۳۳ء	۱۹۳۳ء
۱۵۔ شاعری	۱۹۳۴ء	۱۹۳۴ء	۱۹۳۴ء	۱۹۳۴ء	۱۹۳۴ء
۱۶۔ شاعری	۱۹۳۵ء	۱۹۳۵ء	۱۹۳۵ء	۱۹۳۵ء	۱۹۳۵ء
۱۷۔ شاعری	۱۹۳۶ء	۱۹۳۶ء	۱۹۳۶ء	۱۹۳۶ء	۱۹۳۶ء
۱۸۔ شاعری	۱۹۳۷ء	۱۹۳۷ء	۱۹۳۷ء	۱۹۳۷ء	۱۹۳۷ء
۱۹۔ شاعری	۱۹۳۸ء	۱۹۳۸ء	۱۹۳۸ء	۱۹۳۸ء	۱۹۳۸ء
۲۰۔ شاعری	۱۹۳۹ء	۱۹۳۹ء	۱۹۳۹ء	۱۹۳۹ء	۱۹۳۹ء

۱۰. تائیس کیم : ۱۰۰ - ۱۰۵ - ۱۱۰ - ۱۱۵ - ۱۲۰ - ۱۲۵ - ۱۳۰ - ۱۳۵ - ۱۴۰ - ۱۴۵ - ۱۵۰ - ۱۵۵ - ۱۶۰ - ۱۶۵ - ۱۷۰ - ۱۷۵ - ۱۸۰ - ۱۸۵ - ۱۹۰ - ۱۹۵ - ۲۰۰

مطالعہ جویش

روشن کیم : ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰

کتاب :-

۱. استقامت : ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰

۲. استقامت : ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰

مستند جہات :-

۱. استقامت : ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰

- ۴۔ جوش کی لغت (گرائیڈ) از فضل رحمہ ص ۱۸-۱۷۷
- ۵۔ جوش کی لغت (پہلی بارگزی پر) از محمد الحسن ص ۱۹-۱۲۵
- ۶۔ جوش اور اصطلاح از ابن شفا ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۷۔ اسرار جوش از محمد علی کمالی ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۸۔ جوش، من لوط کا معنی از ابن الاثیر ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۹۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۰۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۱۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۲۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۳۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۴۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۵۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۶۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۷۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۸۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۹۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۲۰۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰

وسائل (خصوصی شہادت)

- ۱۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۲۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۳۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۴۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۵۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۶۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۷۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۸۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۹۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۰۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۱۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۲۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۳۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۴۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۵۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۶۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۷۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۸۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۱۹۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰
- ۲۰۔ جوش اور اسرار میں کائنات کی جوش از جعفر عسکری ص ۱۷۷-۱۵۰

- | | | | |
|-----|----------------------|-------------------|-------------|
| ۱۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۰ - ۱۰۱ |
| ۲۔ | کلی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۱ - ۱۰۲ |
| ۳۔ | اسلام پر مبنی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۲ - ۱۰۳ |
| ۴۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۳ - ۱۰۴ |
| ۵۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۴ - ۱۰۵ |
| ۶۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۵ - ۱۰۶ |
| ۷۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۶ - ۱۰۷ |
| ۸۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۷ - ۱۰۸ |
| ۹۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۸ - ۱۰۹ |
| ۱۰۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۰۹ - ۱۱۰ |
| ۱۱۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۰ - ۱۱۱ |
| ۱۲۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۱ - ۱۱۲ |
| ۱۳۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۲ - ۱۱۳ |
| ۱۴۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۳ - ۱۱۴ |
| ۱۵۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۴ - ۱۱۵ |
| ۱۶۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۵ - ۱۱۶ |
| ۱۷۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۶ - ۱۱۷ |
| ۱۸۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۷ - ۱۱۸ |
| ۱۹۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۸ - ۱۱۹ |
| ۲۰۔ | توکل الہی (دعوت) | از پاشا علی آبادی | ص ۱۱۹ - ۱۲۰ |

۵۴. دانه‌خوردت (نظم) از بوشلیغ آبادی می ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱
۵۵. پیله‌یام در صاحب شصت و نام از بوشلیغ آبادی می ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲
۵۶. دانه از باده از " " می ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲
۵۷. الفقه از شاعر از " " می ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳
۵۸. انصاف و عدل و انصاف که عدل از بوشلیغ آبادی می ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴
۵۹. آواز صاحب علم از " " می ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵
۶۰. بوشلیغ از بوشلیغ آبادی می ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵
۶۱. شاعر و نظم از بوشلیغ می ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶
۶۲. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶
۶۳. نصرت و عدل از بوشلیغ می ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷
۶۴. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸
۶۵. شیرین می از " " می ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹
۶۶. بوشلیغ و عدل و عدل از بوشلیغ می ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰
۶۷. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱
۶۸. شاعر و عدل از " " می ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲
۶۹. سخن به بوشلیغ از " " می ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳
۷۰. شاعر که دانه از بوشلیغ می ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴
۷۱. بوشلیغ و عدل از بوشلیغ می ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵
۷۲. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶
۷۳. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷
۷۴. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸
۷۵. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹
۷۶. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰
۷۷. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱
۷۸. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲
۷۹. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳
۸۰. بوشلیغ که شاعر از " " می ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴

۶۶۹-۶۶۸	میں	ازمیں دوش	۶۶۹	خود پوش	دوغ
۶۶۸-۶۶۷	میں	ازکپ احمد	۶۶۸	پوش	دوغ
۶۶۷-۶۶۶	میں	ازقبولہام مسیح	۶۶۷	شاور پوش	دوغ
۶۶۶-۶۶۵	میں	ازکشف مغرب	۶۶۶	پوشاوت	ازکشف
۶۶۵-۶۶۴	میں	ازکشف مغرب	۶۶۵	پوشاوت	ازکشف

۱۰۰. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۱. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۲. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۳. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۴. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۵. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۶. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۷. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۸. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۹. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۰. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۱. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۲. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۳. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۴. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۵. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۶. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۷. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۱۸. انکاد کراچی دوش پوش، دوش پوش، دوش پوش (۱۸۹۲-۱۸۹۱)

۱۰۰. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۵۰-۳۵۱
۱۰۱. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۵۱-۳۵۲
۱۰۲. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۵۲-۳۵۳
۱۰۳. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۵۳-۳۵۴
۱۰۴. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۵۴-۳۵۵
۱۰۵. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۵۵-۳۵۶
۱۰۶. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۵۶-۳۵۷
۱۰۷. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۵۷-۳۵۸
۱۰۸. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۵۸-۳۵۹
۱۰۹. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۵۹-۳۶۰
۱۱۰. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۶۰-۳۶۱
۱۱۱. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۶۱-۳۶۲
۱۱۲. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۶۲-۳۶۳
۱۱۳. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۶۳-۳۶۴
۱۱۴. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۶۴-۳۶۵
۱۱۵. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۶۵-۳۶۶
۱۱۶. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۶۶-۳۶۷
۱۱۷. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۶۷-۳۶۸
۱۱۸. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۶۸-۳۶۹
۱۱۹. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۶۹-۳۷۰
۱۲۰. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۷۰-۳۷۱
۱۲۱. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۷۱-۳۷۲
۱۲۲. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۷۲-۳۷۳
۱۲۳. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۷۳-۳۷۴
۱۲۴. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۷۴-۳۷۵
۱۲۵. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۷۵-۳۷۶
۱۲۶. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۷۶-۳۷۷
۱۲۷. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۷۷-۳۷۸
۱۲۸. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۷۸-۳۷۹
۱۲۹. خوش بخت و سعادتمند از حمید افشار ص ۳۷۹-۳۸۰
۱۳۰. خوش بخت و سعادتمند از شمس المومنین ص ۳۸۰-۳۸۱

۱۰۰. مطهره است از آنگاه رفتی ز اخلاق از عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۱. با شکست به دهانت خوشی می آید رفتی ز درون من صدق من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۲. نیت آید از رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۳. خوشی در من رفتی از لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۴. عظیم و تبت خوشی رفتی از لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۵. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۶. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۷. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۸. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۰۹. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۰. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۱. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۲. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۳. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۴. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۵. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۶. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۷. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۸. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۱۹. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰
 ۱۲۰. خوشی در من رفتی ز لایق عیون من - ۱۰۰ - ۱۰۰

۱۰. جوش پلکان نبرد و مسکن	در صفت فوق	ص ۱۰۰ - ص ۱۰۱
۱۱. جوش پست و پلنگ	از نام فاعلی	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۱۲. جوش - جوشی - جوشگر	از صفتی و فاعلی	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۱۳. جوش کبابی	از جمع فاعلی	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۱۴. جوش و عظمت فاعلی	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۱۵. جوش ورم	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۱۶. جوش - فضا - دهن	از صفت و فاعلی	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۱۷. جوش - نیکو - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۱۸. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۱۹. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۰. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۱. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۲. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۳. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۴. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۵. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۶. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۷. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۸. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۲۹. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۳۰. جوش - نغمه - ناز	از کلمات صریح	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲

۳۱. جوش - نغمه - ناز

۳۲. جوش - نغمه - ناز

۳۳. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۳۴. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۳۵. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۳۶. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۳۷. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۳۸. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۳۹. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۰. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۱. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۲. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۳. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۴. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۵. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۶. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۷. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۸. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۴۹. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲
۵۰. جوش - نغمه - ناز	ص ۱۰۱ - ص ۱۰۲

۴. یارش تلخ	از عشق و محبت و محبت
۵. قصه‌های گنجینه‌های	از معنی و معنی
۶. سخن گسترده است	از معنی و معنی

۵. ساقی - در بهار و گریه	از عشق و محبت و محبت
۶. یارش تلخ	از عشق و محبت و محبت
۷. در بهار و گریه	از معنی و معنی
۸. یک قصه و گریه	از معنی و معنی
۹. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۰. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۱. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۲. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۳. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۴. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۵. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۶. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۷. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۸. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۱۹. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۰. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۱. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۲. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۳. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۴. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۵. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۶. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۷. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۸. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۲۹. از معنی و معنی	از معنی و معنی
۳۰. از معنی و معنی	از معنی و معنی

۱۰. گزشتہ کتاب کی تصدیق و تائید
۱۱. چوتھی کتاب کی تصدیق و تائید
۱۲. صفحہ اول کی تصدیق و تائید
۱۳. چوتھی کتاب کی تصدیق و تائید
۱۴. مسودہ اولیٰ
۱۵. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۱۶. چوتھی کتاب کی تصدیق و تائید
۱۷. مسودہ اولیٰ
۱۸. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۱۹. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۰. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۱. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۲. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۳. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۴. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۵. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۶. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۷. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۸. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۲۹. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۰. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۱. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۲. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۳. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۴. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۵. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۶. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۷. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۸. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۳۹. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۰. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۱. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۲. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۳. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۴. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۵. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۶. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۷. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۸. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۴۹. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید
۵۰. مسودہ اولیٰ کی تصدیق و تائید

مضامین (کتابوں میں)

- ۱۔ کازم علی کا ترجمہ خواں : تخلص : بی بی
 رشتہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۲۔ حبیب علی خواں کا مکتبہ : تخلص : میر تقی میر
 (مکتبہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر)
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۳۔ اردو شاہی میں خواں کا مقدم : تخلص : علی
 (مکتبہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر)
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۴۔ اسعد علی خواں : تخلص : خواں بی بی
 رشتہ : خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۵۔ انیسویں بی بی کا مکتبہ : تخلص : خواں بی بی
 (مکتبہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر)
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۶۔ خواں بی بی کا مکتبہ : تخلص : خواں بی بی
 (مکتبہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر)
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۷۔ خواں بی بی کا مکتبہ : تخلص : خواں بی بی
 (مکتبہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر)
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۸۔ خواں بی بی کا مکتبہ : تخلص : خواں بی بی
 (مکتبہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر)
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۹۔ خواں بی بی کا مکتبہ : تخلص : خواں بی بی
 (مکتبہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر)
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ
- ۱۰۔ خواں بی بی کا مکتبہ : تخلص : خواں بی بی
 (مکتبہ : حضرت خواں بی بی : شخصیت : امن و انکسار : نظم : محبت : شریعت پر)
 کراچی : اردو اکادمی : سندھ : ۱۳۵۷ھ : ۱۳۵۸ھ

۱۰۰. جوشنیک کیسٹم گچھ پیتھ ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۱. دشمنوں کے سب سے گھٹن گھوڑا اور فخریہ قتلہ ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۲. جوشنیک کیسٹم اور دشمنوں کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۳. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۴. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۵. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۶. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۷. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۸. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۰۹. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۰. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۱. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۲. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۳. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۴. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۵. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۶. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۷. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۸. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۱۹. دشمنوں کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳
۱۲۰. جوشنیک کیسٹم کیسٹم ۱۹۵۰-۵۳

۴۰. جوشن علی آبادی تعلیم نام
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۱. مطهری، جوشن شامی، روح افکار علی آبادی گفتار، شیراز، کج ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۲. جوشن علی آبادی سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۳. جوشن علی آبادی دانشمند، جاپان، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۴. جوشن علی آبادی تعلیم، تعلیم، تعلیم ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۵. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۶. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۷. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۸. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۴۹. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۰. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۱. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۲. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۳. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۴. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۵. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۶. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۷. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۸. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۵۹. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱
۶۰. جوشن علی آبادی سرور نام، سرور نام، سرور نام ۱۳۳۰-۱۳۳۱
مجله ۱۳۳۰-۱۳۳۱

رستموند، حضورت خوش طبع آزادی، شخصیت متن و دلدار و فراوان محبت شکوهمل.

کتابی نکرده اند که مندرج در ۱۰۰۰۰

۱۰۰. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، خوش طبع آزادی، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۱. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۲. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۳. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۴. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۵. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۶. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۷. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۸. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

۱۰۹. خوش طبع آزادی، که به حیوانات و غیره بر می آید، اگر چه بی

رستموند، سرینا که از خود، نکرده، شیرین و

مضامین (مسائل میں)

- ۱۔ آخری طوالت محرم ۱۳۸۵ھ
- ۲۔ خاکہ - کراچی دیوبند (ش) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۳۔ ادب و ادبی خورشید خان جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۴۔ خاکہ - کراچی دیوبند (ش) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۵۔ انجیلیں تجسید ستی ... مجتبیٰ حسین محرم ۱۳۸۵ھ
- ۶۔ خاکہ - کراچی دیوبند (ش) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۷۔ اب لکھنؤ کے چھوٹے کتب خانوں میں محمد صوفی محرم ۱۳۸۵ھ
- ۸۔ (خاکہ مشرق - کراچی) سر فرید الدین محرم ۱۳۸۵ھ
- ۹۔ اچھے شعرا پر کراچی محمد صوفی محرم ۱۳۸۵ھ
- ۱۰۔ رسائی - کراچی (خاکہ) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۱۱۔ اعلیٰ کے علم کی سنگت بیہوشان خدی محرم ۱۳۸۵ھ
- ۱۲۔ رسائی - کراچی (خاکہ) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۱۳۔ ادب و ادبی کے کتب خانہ غلام مصطفیٰ خان محرم ۱۳۸۵ھ
- ۱۴۔ رسائی - کراچی (خاکہ) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۱۵۔ اعلیٰ کے علم پر شکر محمد صوفی محرم ۱۳۸۵ھ
- ۱۶۔ خاکہ - کراچی دیوبند (ش) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۱۷۔ ادب و ادبی کے کتب خانہ بیہوشان خدی محرم ۱۳۸۵ھ
- ۱۸۔ (خاکہ) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۱۹۔ اعلیٰ کے علم پر شکر دیوبند (ش) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۲۰۔ (خاکہ) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۲۱۔ ادب و ادبی کے کتب خانہ سر فرید الدین محرم ۱۳۸۵ھ
- ۲۲۔ (خاکہ) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۲۳۔ ادب و ادبی کے کتب خانہ سر فرید الدین محرم ۱۳۸۵ھ
- ۲۴۔ (خاکہ) جمادی الاول ۱۳۸۵ھ
- ۲۵۔ ادب و ادبی کے کتب خانہ سر فرید الدین محرم ۱۳۸۵ھ

۳۳۰	دانشه . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	چراغی . شماره ۱
۳۳۱	۱ . انشاء و پنداره	نقد و ادب و ادبیاتی
۳۳۲	نقدی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۳۲
۳۳۳	۲ . شمس و خورشید	نقد و ادب و ادبیاتی
۳۳۴	۳ . شمس . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۳۴
۳۳۵	۴ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۳۵
۳۳۶	۵ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۳۶
۳۳۷	۶ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۳۷
۳۳۸	۷ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۳۸
۳۳۹	۸ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۳۹
۳۴۰	۹ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۰
۳۴۱	۱۰ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۱
۳۴۲	۱۱ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۲
۳۴۳	۱۲ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۳
۳۴۴	۱۳ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۴
۳۴۵	۱۴ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۵
۳۴۶	۱۵ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۶
۳۴۷	۱۶ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۷
۳۴۸	۱۷ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۸
۳۴۹	۱۸ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۴۹
۳۵۰	۱۹ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۰
۳۵۱	۲۰ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۱
۳۵۲	۲۱ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۲
۳۵۳	۲۲ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۳
۳۵۴	۲۳ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۴
۳۵۵	۲۴ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۵
۳۵۶	۲۵ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۶
۳۵۷	۲۶ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۷
۳۵۸	۲۷ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۸
۳۵۹	۲۸ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۵۹
۳۶۰	۲۹ . نقد و پنداره و دیویشی . گرجی . دیویشی . جلد ۱ . شماره ۱	۳۶۰

۲۵. پرتو نشو
برای علم شریعتی
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۲۶. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۲۷. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۲۸. پرتو نشو
پرتو نشو (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۲۹. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۰. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۱. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۲. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۳. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۴. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۵. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۶. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۷. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۸. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۳۹. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴
۴۰. پرتو نشو
رنگار کراچی (پشتی)
مجله ۱۳۰۳
کتابخانه ملی
۱۳۰۳-۱۳۰۴

۱۰۰	پوش - ایک شادی کا نام	۱۰۰	اشکام صحن	۱۰۰	۱۰۰
۱۰۱	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۰۱	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۰۱	۱۰۱
۱۰۲	پوش - ایک شادی کا نام	۱۰۲	میرزا محمد علی	۱۰۲	۱۰۲
۱۰۳	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۰۳	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۰۳	۱۰۳
۱۰۴	پوش - ایک شادی کا نام	۱۰۴	اشکام صحن	۱۰۴	۱۰۴
۱۰۵	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۰۵	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۰۵	۱۰۵
۱۰۶	پوش - ایک شادی کا نام	۱۰۶	اشکام صحن	۱۰۶	۱۰۶
۱۰۷	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۰۷	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۰۷	۱۰۷
۱۰۸	پوش - ایک شادی کا نام	۱۰۸	اشکام صحن	۱۰۸	۱۰۸
۱۰۹	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۰۹	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۰۹	۱۰۹
۱۱۰	پوش - ایک شادی کا نام	۱۱۰	اشکام صحن	۱۱۰	۱۱۰
۱۱۱	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۱۱	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۱۱	۱۱۱
۱۱۲	پوش - ایک شادی کا نام	۱۱۲	اشکام صحن	۱۱۲	۱۱۲
۱۱۳	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۱۳	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۱۳	۱۱۳
۱۱۴	پوش - ایک شادی کا نام	۱۱۴	اشکام صحن	۱۱۴	۱۱۴
۱۱۵	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۱۵	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۱۵	۱۱۵
۱۱۶	پوش - ایک شادی کا نام	۱۱۶	اشکام صحن	۱۱۶	۱۱۶
۱۱۷	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۱۷	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۱۷	۱۱۷
۱۱۸	پوش - ایک شادی کا نام	۱۱۸	اشکام صحن	۱۱۸	۱۱۸
۱۱۹	رنگ - کراچی (پوش نیر)	۱۱۹	جہرہ شادی ۱۰۰	۱۱۹	۱۱۹
۱۲۰	پوش - ایک شادی کا نام	۱۲۰	اشکام صحن	۱۲۰	۱۲۰

۱۰۰. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۰۱. پیشہ نگرانی کی ضرورت اور اس کے علم و شعور کی بنیاد پر کی جائے۔

۱۰۲. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۰۳. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۰۴. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۰۵. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۰۶. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۰۷. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۰۸. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۰۹. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۰. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۱. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۲. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۳. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۴. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۵. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۶. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۷. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۸. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۱۹. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۲۰. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۲۱. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۲۲. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۲۳. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۱۲۴. (مقالہ - کراچی) (پیشہ نگرانی) جلد ۱۰ شماره ۱۰ (۱۹۷۰ء)

- ۱۰۰۔ بولنگی کن سے چنگی کیم
کلیہ میں من خوں
کے ۳۰ - ۳۵
- ۱۰۱۔ رانگہ . کراچی
جسٹس شہزادہ
۱۹۵۴ء
- ۱۰۲۔ رسائی . کراچی (۱۹۵۵ء) چٹان پر جسٹس شہزادہ
۱۹۵۴ء
- ۱۰۳۔ چٹانوں کی آگرونگ جسٹس شہزادہ
۱۹۵۴ء
- ۱۰۴۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۰۵۔ رسائی . کراچی (چٹان پر جسٹس شہزادہ)
۱۹۵۴ء
- ۱۰۶۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۰۷۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۰۸۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۰۹۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۰۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۱۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۲۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۳۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۴۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۵۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۶۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۷۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۸۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۱۹۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء
- ۱۲۰۔ بولنگی چٹان
۱۹۵۴ء

تاریخ و نام	درجہ و نام	
۱۳۰۳ - ۱۳۰۴	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۰۴ - ۱۳۰۵	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۰۵ - ۱۳۰۶	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۰۶ - ۱۳۰۷	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۰۷ - ۱۳۰۸	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۰۸ - ۱۳۰۹	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۰۹ - ۱۳۱۰	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۰ - ۱۳۱۱	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۱ - ۱۳۱۲	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۲ - ۱۳۱۳	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۳ - ۱۳۱۴	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۴ - ۱۳۱۵	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۵ - ۱۳۱۶	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۶ - ۱۳۱۷	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۷ - ۱۳۱۸	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۸ - ۱۳۱۹	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۱۹ - ۱۳۲۰	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۰ - ۱۳۲۱	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۱ - ۱۳۲۲	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۲ - ۱۳۲۳	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۳ - ۱۳۲۴	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۴ - ۱۳۲۵	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۵ - ۱۳۲۶	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۶ - ۱۳۲۷	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۷ - ۱۳۲۸	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۸ - ۱۳۲۹	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات
۱۳۲۹ - ۱۳۳۰	پیشوا کی شخصیات	پیشوا کی شخصیات

۱۹۳۰-۱۹۳۱	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - داستان دلی
۱۹۳۱-۱۹۳۲	کتابخانه	انجمن	پوشش کتابی
۱۹۳۲-۱۹۳۳	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۳۳-۱۹۳۴	کتابخانه	انجمن	پوشش کتابی
۱۹۳۴-۱۹۳۵	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	قسط دومیت - رمانس کتابی
۱۹۳۵-۱۹۳۶	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	قسط دومیت - رمانس کتابی
۱۹۳۶-۱۹۳۷	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	قسط دومیت - رمانس کتابی
۱۹۳۷-۱۹۳۸	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۳۸-۱۹۳۹	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۳۹-۱۹۴۰	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۴۰-۱۹۴۱	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۴۱-۱۹۴۲	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۴۲-۱۹۴۳	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۴۳-۱۹۴۴	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۴۴-۱۹۴۵	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۴۵-۱۹۴۶	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۴۶-۱۹۴۷	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۴۷-۱۹۴۸	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۴۸-۱۹۴۹	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۴۹-۱۹۵۰	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۵۰-۱۹۵۱	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۵۱-۱۹۵۲	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۵۲-۱۹۵۳	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۵۳-۱۹۵۴	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۵۴-۱۹۵۵	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۵۵-۱۹۵۶	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۵۶-۱۹۵۷	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۵۷-۱۹۵۸	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی
۱۹۵۸-۱۹۵۹	کتابخانه	چهارم - شماره ۳	رومانس - کتاب
۱۹۵۹-۱۹۶۰	کتابخانه	کتابخانه	پوشش کتابی

۱۰۰. پاشا بیگانه
محبوبه افغانی
م ۱۹۰۹
۱۰۱. " رفته بزم - کراچی
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۰۲. پاشا بیگانه
محبوبه افغانی
م ۱۹۰۹
۱۰۳. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۰۴. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۰۵. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۰۶. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۰۷. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۰۸. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۰۹. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۰. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۱. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۲. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۳. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۴. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۵. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۶. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۷. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۸. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۱۹. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹
۱۲۰. پاشا بیگانه
چند روز - شکره
م ۱۹۰۹

۱۰۰۰. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۰ جلد - ۱۰۰۰
۱۰۰۱. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۱ جلد - ۱۰۰۱
۱۰۰۲. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۲ جلد - ۱۰۰۲
۱۰۰۳. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۳ جلد - ۱۰۰۳
۱۰۰۴. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۴ جلد - ۱۰۰۴
۱۰۰۵. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۵ جلد - ۱۰۰۵
۱۰۰۶. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۶ جلد - ۱۰۰۶
۱۰۰۷. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۷ جلد - ۱۰۰۷
۱۰۰۸. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۸ جلد - ۱۰۰۸
۱۰۰۹. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۰۹ جلد - ۱۰۰۹
۱۰۱۰. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۰ جلد - ۱۰۱۰
۱۰۱۱. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۱ جلد - ۱۰۱۱
۱۰۱۲. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۲ جلد - ۱۰۱۲
۱۰۱۳. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۳ جلد - ۱۰۱۳
۱۰۱۴. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۴ جلد - ۱۰۱۴
۱۰۱۵. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۵ جلد - ۱۰۱۵
۱۰۱۶. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۶ جلد - ۱۰۱۶
۱۰۱۷. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۷ جلد - ۱۰۱۷
۱۰۱۸. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۸ جلد - ۱۰۱۸
۱۰۱۹. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۱۹ جلد - ۱۰۱۹
۱۰۲۰. پاشای ابدی کی سحر آواز دے
کتاب - ۱۰۲۰ جلد - ۱۰۲۰

تعداد و صورت کار

تاریخ

تعداد و صورت کار

تاریخ

۱۳۰۲/۱۲/۱۵

۱- در تاریخ ۱۳۰۲/۱۲/۱۵ در محل کار

تاریخ

در کارگاه کار

۱۳۰۲/۱۲/۱۵

۲- در تاریخ ۱۳۰۲/۱۲/۱۵ در محل کار

تاریخ

در کارگاه کار

۱۳۰۲/۱۲/۱۵

تاریخ

در کارگاه کار

تاریخ

در کارگاه کار

۱۳۰۲/۱۲/۱۵

تاریخ

در کارگاه کار

تاریخ

در کارگاه کار

۱۳۰۲/۱۲/۱۵

تاریخ

در کارگاه کار

تاریخ

در کارگاه کار

✓

تاریخ

در کارگاه کار

تاریخ

در کارگاه کار

✓

تاریخ

در کارگاه کار

تاریخ

در کارگاه کار

۱۳۰۲/۱۲/۱۵

تاریخ

در کارگاه کار

تاریخ

در کارگاه کار

۱۳۰۲/۱۲/۱۵

تاریخ

در کارگاه کار

تاریخ

در کارگاه کار

در کارگاه کار

۱۳۰۲/۱۲/۱۵

تاریخ

در کارگاه کار

تاریخ

در کارگاه کار

۱۰۰. نقد کیهانیات شیخین مجتبی
مجموعه ۱۰۰
۱۰۱. روانی گری (روح پرست) مجله ۱۰۰، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۰۲. روح پرست کیم مین نقد
فردی ۱۰۰
۱۰۳. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۰۴. روح پرست و نقد نقد پرست
مجموعه ۱۰۰
۱۰۵. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۰۶. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۰۷. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۰۸. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۰۹. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۰. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۱. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۲. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۳. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۴. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۵. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۶. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۷. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۸. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۱۹. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰
۱۲۰. نقدی بر اندیشه های جدید در فلسفه، جامعه، شماره ۵
مجموعه ۱۰۰

۱۰۰. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۰۰) (تقریر نمبر ۱۰۰)
۱۰۱. (تقریر نمبر ۱۰۱) (تقریر نمبر ۱۰۱)
۱۰۲. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۰۲) (تقریر نمبر ۱۰۲)
۱۰۳. (تقریر نمبر ۱۰۳) (تقریر نمبر ۱۰۳)
۱۰۴. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۰۴) (تقریر نمبر ۱۰۴)
۱۰۵. (تقریر نمبر ۱۰۵) (تقریر نمبر ۱۰۵)
۱۰۶. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۰۶) (تقریر نمبر ۱۰۶)
۱۰۷. (تقریر نمبر ۱۰۷) (تقریر نمبر ۱۰۷)
۱۰۸. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۰۸) (تقریر نمبر ۱۰۸)
۱۰۹. (تقریر نمبر ۱۰۹) (تقریر نمبر ۱۰۹)
۱۱۰. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۱۰) (تقریر نمبر ۱۱۰)
۱۱۱. (تقریر نمبر ۱۱۱) (تقریر نمبر ۱۱۱)
۱۱۲. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۱۲) (تقریر نمبر ۱۱۲)
۱۱۳. (تقریر نمبر ۱۱۳) (تقریر نمبر ۱۱۳)
۱۱۴. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۱۴) (تقریر نمبر ۱۱۴)
۱۱۵. (تقریر نمبر ۱۱۵) (تقریر نمبر ۱۱۵)
۱۱۶. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۱۶) (تقریر نمبر ۱۱۶)
۱۱۷. (تقریر نمبر ۱۱۷) (تقریر نمبر ۱۱۷)
۱۱۸. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۱۸) (تقریر نمبر ۱۱۸)
۱۱۹. (تقریر نمبر ۱۱۹) (تقریر نمبر ۱۱۹)
۱۲۰. (کتاب - کراچی، (پروٹو نمبر) جلد ۱، شماره ۱۲۰) (تقریر نمبر ۱۲۰)

- ۱۴۳- کیا ترقی پانچک کھیت
مفتوح
- ۱۴۴- دھاتی، کراچی (روشن نیر)، جلد ۱، شماره ۳۵
۱۴۵- کیا پویش کی جہت، اعلیٰ ترین سطح پر، کوئی ترقی
✓
- ۱۴۶- جنگ (دین سر) کراچی
✓
- ۱۴۷- کیا پویش شکر خانی
مفتوح
- ۱۴۸- دھاتی، راجپوت، دھاتی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۴۹- دھاتی، شکر خانی، دھاتی، دھاتی، دھاتی
✓
- ۱۵۰- کاشانی، دھاتی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۱- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۲- کاشانی، دھاتی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۳- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۴- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۵- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۶- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۷- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۸- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۵۹- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۰- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۱- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۲- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۳- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۴- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۵- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۶- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۷- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۸- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۶۹- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۰- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۱- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۲- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۳- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۴- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۵- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۶- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۷- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۸- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۷۹- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۰- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۱- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۲- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۳- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۴- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۵- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۶- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۷- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۸- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۸۹- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۰- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۱- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۲- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۳- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۴- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۵- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۶- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۷- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۸- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۱۹۹- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓
- ۲۰۰- دھاتی، کاشانی، جلد ۱، شماره ۳۵
✓

تاریخ	ردیف	موضوع
۱۳۰۲	۱۳۰۲	تاریخ
۱۳۰۳	۱۳۰۳	تاریخ
۱۳۰۴	۱۳۰۴	تاریخ
۱۳۰۵	۱۳۰۵	تاریخ
۱۳۰۶	۱۳۰۶	تاریخ
۱۳۰۷	۱۳۰۷	تاریخ
۱۳۰۸	۱۳۰۸	تاریخ
۱۳۰۹	۱۳۰۹	تاریخ
۱۳۱۰	۱۳۱۰	تاریخ
۱۳۱۱	۱۳۱۱	تاریخ
۱۳۱۲	۱۳۱۲	تاریخ
۱۳۱۳	۱۳۱۳	تاریخ
۱۳۱۴	۱۳۱۴	تاریخ
۱۳۱۵	۱۳۱۵	تاریخ
۱۳۱۶	۱۳۱۶	تاریخ
۱۳۱۷	۱۳۱۷	تاریخ
۱۳۱۸	۱۳۱۸	تاریخ
۱۳۱۹	۱۳۱۹	تاریخ
۱۳۲۰	۱۳۲۰	تاریخ
۱۳۲۱	۱۳۲۱	تاریخ
۱۳۲۲	۱۳۲۲	تاریخ
۱۳۲۳	۱۳۲۳	تاریخ

۳۳۰. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۱. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۲. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۳. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۴. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۵. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۶. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۷. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۸. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۳۹. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۰. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۱. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۲. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۳. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۴. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۵. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۶. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۷. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۸. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۴۹. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق
۳۵۰. دکن کی چاندنی بھائی (۱۸۷۱ء) شہرہ آفاق

۱۰۰	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۰
۱۰۱	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۱
۱۰۲	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۲
۱۰۳	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۳
۱۰۴	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۴
۱۰۵	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۵
۱۰۶	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۶
۱۰۷	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۷
۱۰۸	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۸
۱۰۹	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۰۹
۱۱۰	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۰
۱۱۱	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۱
۱۱۲	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۲
۱۱۳	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۳
۱۱۴	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۴
۱۱۵	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۵
۱۱۶	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۶
۱۱۷	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۷
۱۱۸	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۸
۱۱۹	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۱۹
۱۲۰	پیشانی و گردن	پیشانی و گردن	۱۲۰

- (انکار - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰ ۱۰۰۰۰
۱۰. خطبہ انیسویں - (ریڈیو سنٹر)
۱۱. سفری واکٹر اس پر غور و تحقیق - سیاقی ۱۰۰۰۰
۱۲. کمالی - دل جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۱۳. عبادت اللہ - فصیح نامہ کمالی ۱۰۰۰۰
۱۴. رسائی - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۱۵. دیکھو میری چوڑی چوڑی سے لاف ۱۰۰۰۰
۱۶. رسائی - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۱۷. سائنس کی روشنی میں ۱۰۰۰۰
۱۸. انکار - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۱۹. سزا دے چوڑی کنگ ۱۰۰۰۰
۲۰. انکار - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۲۱. شامِ انقلاب چاندنی نصرت لکھنؤ ۱۰۰۰۰
۲۲. رسائی - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۲۳. (ذاتِ عظمت - ۱۰۰۰۰)
۲۴. شامِ انقلاب گیارہویں ۱۰۰۰۰
۲۵. انکار - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۲۶. شامِ انقلابات ۱۰۰۰۰
۲۷. انکار - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۲۸. شامِ شہداء شہداء نصرت لکھنؤ ۱۰۰۰۰
۲۹. انکار - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰
۳۰. شہداء نما ۱۰۰۰۰
۳۱. انکار - کراچی (ریڈیو سنٹر) جلد ۱۰ شہداء ۱۰۰۰۰

۱. نظم حرکت و شش
نظم حرکت و شش
۳۱۰-۳۲۰
۲. رتبه - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۳۲۰-۳۳۰
۳. قطعات تاریخ
نظم حرکت و شش
۳۳۰-۳۴۰
۴. (نظم حرکت و شش) - کراچی
جلد ۱ - شش و شش
۳۴۰-۳۵۰
۵. نظم
نظم حرکت و شش
۳۵۰-۳۶۰
۶. رتبه - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۳۶۰-۳۷۰
۷. قطعات تاریخ
نظم حرکت و شش
۳۷۰-۳۸۰
۸. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۳۸۰-۳۹۰
۹. قطعات تاریخ
نظم حرکت و شش
۳۹۰-۴۰۰
۱۰. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۰۰-۴۱۰
۱۱. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۱۰-۴۲۰
۱۲. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۲۰-۴۳۰
۱۳. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۳۰-۴۴۰
۱۴. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۴۰-۴۵۰
۱۵. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۵۰-۴۶۰
۱۶. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۶۰-۴۷۰
۱۷. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۷۰-۴۸۰
۱۸. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۸۰-۴۹۰
۱۹. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۴۹۰-۵۰۰
۲۰. (نظم حرکت و شش) - کراچی (ریاستی) - جلد ۱ - شش و شش
۵۰۰-۵۱۰

قراچی

- ۱. مرثیہ پیش (راکھڑ - کراچی) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (کتبی و غیرہ) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۲. مرثیہ پیش (کتبہ شکرپور) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۳. راکھڑ - کراچی (پیدائشی) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۴. مرثیہ پیش (نیم سوہی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۵. راکھڑ - کراچی (پیدائشی) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۶. سوہی عالم (دکنی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۷. (ساقی - کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۸. محوالت (خاندان حضرت پیش) (پیش نمبر) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۹. (محمود پیش) (پیش نمبر) (شخصیت) (نزد و راکھڑ)
- ۱۰. (مختار) (پیش نمبر) (پیدائشی) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۱. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (کتبی و غیرہ) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۲. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۳. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۴. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۵. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۶. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۷. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۸. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۱۹. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴
- ۲۰. (مختار) (کراچی) (پیش نمبر) جلد ۱ شوالہ ۱۳۰۵ (چھاپی) ۱۳۰۵-۱۳۰۴

- ۱۰- غیر قابل
 واکه - کراچی (پیدائش) جلد ۱۰ شوال ۱۳۵۷
 ۱۱- بزرگوار مسلم
 (ساقی - کراچی (پیدائش) جلد ۱۰ شوال ۱۳۵۷
 ۱۲- پیدائش کراچی (پیدائش) جلد ۱۰ شوال ۱۳۵۷
 (ساقی - کراچی (پیدائش) جلد ۱۰ شوال ۱۳۵۷)
-